فرمودات حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آج مسلمانوں کی آپس میں ناچاقی، تکفیر بازی، عیب جوئی، طعن و تشنیع، تحقیر و تذلیل کو دیکھ کر ہر سلیم الفطرت دردِ دل رکھنے والے مسلمان کا دِل کباب ہوتا ہے خدا جانے کہ عالمِ ارواح میں جس وقت یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوتے ہوں گے تو آپؐ کے قلب مبارک پر موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی و بداخلاقی کا کتنا صدمہ ہوتا ہوگا۔

یہ ناچاقیاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا پتہ دیتی ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے ناراض ہوتا ہے تو بعض اوقات اس کے افراد میں تفرقہ اور اختلاف کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔

(شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

★

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْل

مرتبہ
قاری فیوض الرحمٰن

• مسلمان کی تعریف • رحم کرنا • جنت سے محرومی • جھوٹا کون ہے ؟

◎

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ (بخاری و مسلم شریف)

سَلِمَ - محفوظ رہیں - لِسَانٌ - زبان - یَدٌ - ہاتھ -

ترجمہ : (صحیح معنوں میں) مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں -

تشریح اسلام سر تا سر سلامتی اور امن ہے اپنے ماننے والوں کو سلامتی ہی کا سبق سکھاتا ہے پس کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے - عام طور پر اذیت ان ہی دو اعضاء سے پہنچائی جاتی ہے آج مسلمان دوسرے مسلمان سے محفوظ نہیں ہے - غیبت، چغلی، جھوٹ، بہتان، مار پٹائی، قتل و غارت اور آبرو ریزی ہم میں کس قدر عام ہو چکی ہے - ان جرائم کی بنا پر دنیا جہنم کا نمونہ بنی ہوئی ہے - حق تعالٰے ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنائیں اور اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں -

◎

اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَّنْ فِی السَّمَاءِ - (طبرانی)

اِرْحَمُوْا - تم رحم کرو - یَرْحَمْکُمْ تم پر رحم کرے گا -

ترجمہ : تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والی ذات تم پر رحم کرے گی -

تشریح دوسروں پر شفقت اور مہربانی کی صفت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے ——— اس حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرو، بلکہ تمام مخلوق پر مہربانی کرو - اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائیں گے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ وہ مہربانیاں فرمائیں کہ اسلام کے دشمن، اسلام کے گرویدہ بن گئے - آپؐ نے حیوانات پر بھی ظلم کرنے سے منع فرمایا -

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورہ انبیاء) کہ آپ تمام مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں - رحمۃ للعالمین نے اپنی امت کو بھی مہربانی اور شفقت کا حکم دیا ہے

◎

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ (ترمذی شریف)

خَبٌّ - مکار، دغا باز - بَخِیْلٌ - کنجوس - مَنَّانٌ - مَنٌّ سے ہے احسان جتانے والا -

ترجمہ : دغا باز، کنجوس اور احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا -

تشریح دوسروں کے ساتھ مکر و فریب کی عادت بہت بری ہے - مسلمان کو بالکل صاف اور کھرا ہونا چاہیئے - دغا بازی سے بالکل دور رہے - اسی طرح کنجوسی سے پرہیز کرے - ضروریات میں مال کا خرچ نہ کرنا بخل ہے اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے - بخل اور اسراف دونوں ہی ناجائز ہیں -

احسان جتانے سے بھی پرہیز لازم ہے - کسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو انشاء اللہ اس کا اجر اور معاوضہ اللہ تعالٰے کی طرف سے ملے - لیکن احسان جتانے سے نیکی ضائع ہو جاتی ہے - جس کے ساتھ نیکی کی جاتی ہے اسے بھی تکلیف ہوتی ہے - اسی لئے قرآن مجید میں نیکی جتانے سے روکا گیا ہے :-

"اے ایمان والو! اپنے صدقات و خیرات کو احسان جتا کر اور دوسروں کو تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو"

پس دغا بازی، کنجوسی اور احسان جتانے سے پرہیز لازم ہے - ورنہ یہ عادات جنت میں دخول سے مانع ہوں گی -

◎

کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ - (مسلم شریف)

کَفٰی - کافی ہے - مَرْءٌ - آدمی - یُحَدِّثَ - بیان کر دے - مَا سَمِعَ

ترجمہ : آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو کچھ سنے لوگوں سے بیان کر دے -

تشریح حقیقت کے خلاف کہنا جھوٹ ہے - مسلمانوں کو صرف جھوٹ ہی سے نہیں روکا گیا بلکہ ادھر اُدھر کی باتیں اور افواہیں پھیلانے سے بھی روکا گیا ہے - اگر ہر سنی سنائی بات کو پھیلایا جاتے تو بعض باتیں اگر ٹھیک ہوں گی تو بعض یقیناً غلط بھی ہوں گی - غلط باتوں سے فساد اور بدامنی پھیلے گی -

پس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ صرف خلاف واقعہ کہنا ہی جھوٹ نہیں بلکہ یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے کہ جو کچھ سنے لوگوں سے بیان کرتا پھرے -

ہمارے تمام اعضاء ہمارے پاس اللہ تعالٰے کی امانت ہیں - اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالٰے نے فرمایا -

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا

کہ جس چیز کا پورا اور یقینی علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ - کانوں، آنکھوں اور دلوں کے بارہ میں اللہ تعالٰے کے ہاں یقیناً باز پرس ہوگی -

(سورۃ بنی اسرائیل: ۳۶)

•

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۲ر جمادی الاوّل ۱۳۹۰ء
۱۷ر جولائی ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۹

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

کیا اسلام سامراجی مفادات کا تحفّظ کرتا ہے

اسلام سے رُوگردانی اور غریب عوام کے ظالمانہ استحصال کے خطرناک نتائج

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر اور حضرت شیخ التفسیرؒ کے جانشین مولانا عبیداللہ انور نے آئین شریعت کانفرنس لاہور میں خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے پاکستان کے دستوری مسئلہ کا جس انداز میں تجزیہ کیا ہے اور اس میں جن امور کی طرف توجہ دلائی ہے وہ ملک کا نہایت اہم مسئلہ ہے۔ خصوصاً جن دنوں کہ پاکستان کی دستور سازی کے لئے نمائندوں کے انتخاب کا مرحلہ درپیش ہے ملک کو درپیش آئینی اور معاشی مسائل کا صحیح حل معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مولانا عبیداللہ انور کے اس تجزیاتی پہلو کو بھی ملحوظ رکھا جائے جس میں انہوں نے فرمایا کہ:۔

”مجھے بائیس سال کے گذرے ہوئے واقعات دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ اس دَوران یہاں کیا کچھ ہوا اور حکمران ٹولیوں کے ہاتھوں پاکستان کے مسلمانوں نے کیسے کیسے زخم کھائے۔

اسلامی نظام سے انہیں محروم رکھا گیا۔ اسلام کے نام سے ان پر غیر اسلامی قوانین نافذ کئے گئے ختم نبوّت کے عقیدہ کے تحفّظ سے روگردانی کی گئی پاکستان کی خارجی سیاست کو امریکی سامراج کے ساتھ نتھی کر دیا گیا۔ ملک میں امریکی بے حیا ثقافت کو پھیلایا گیا۔ نئی نسل کو اسلام کی تعلیم سے محروم رکھا گیا کروڑوں کسانوں اور مزدوروں کو بدحالی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا رہا چند خاندانوں کی اقتصادی و معاشی اجارہ داری قائم کر دی گئی۔ ابتدائی سیاسی و جمہوری حقوق تک سے ملک کے عوام محروم بنا دئے گئے —— نوکر شاہی و افسر شاہی کی گرفت سخت تر کر دی گئی اور عام آدمی کے لئے انصاف کا حصول محال تر ہو گیا۔ حتٰی کہ یہاں اسلام کو مسخ کرکے اس کے جدید ایڈیشن اور ازم تیار کئے جانے لگے“

پاکستان میں اسلام کا دستورالعمل کس طرح نافذ ہو سکتا ہے؟ اور ہمارا معاشرہ نظام سرمایہ داری کی لعنت سے کس طرح نجات پا سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی دستور و قوانین اور معاشیات کے ماہرین علماء کرام اور ذی بصیرت و فراست حضرات کا باقاعدہ ایک بورڈ قائم کر دیا جائے۔ جیسا کہ خان لیاقت علی کے زمانۂ اقتدار میں تعلیماتِ اسلامی بورڈ کے نام سے علوم اسلامی کے ماہرین دستورِ اسلامی کی ترتیب و تدوین کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ اسی طرح آج جبکہ پاکستان کا انتخابی مرحلہ درپیش ہے اور منتخب نمائندوں نے برسرکار آکر ۱۲۰ دن کے اندر اندر ملک کا قانونی ڈھانچہ مرتب کرنا ہے اس اہم فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ماہرینِ علوم اسلامی و معاشیات کا بورڈ ابھی سے کام شروع کر دے تاکہ بعد ازاں کسی قسم کی الجھنیں منزلِ مقصود کی سدِ راہ نہ بن سکیں۔

محکمہ پولیس توڑ دیا جائے

معاصر مشرق ۷ر جولائی ۱۹۷۰ء رقمطراز ہے:۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس ملتان نے ایک عورت اور اس کے شیر خوار بچے کے قتل کے بعد وہاڑی تھانے کے تمام عملے کو فوری طور پر تبدیل کر کے لائن حاضر کر دیا ہے۔ اس ہولناک واردات کا پس منظر یہ بیان کیا جاتا

(باقی صفحہ ۴ پر)

مجاہد الحسینی

مولانا سید اسعد مدنی کے ساتھ چند روز

ایک سفرنامہ —— ایک تاریخی سرگزشت

(۵)

مدرسہ قاسم العلوم میں استقبالیہ
دفتر مجلس تحفظِ ختمِ نبوت میں تشریف آوری،

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے تحریک آزادی کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ ہماری تاریخ ملّی کا سنہری باب ہیں۔

حضرت شیخ مدنیؒ کا یہ پہلو سنتِ نبویؐ کا عکسِ جمیل ہے کہ آپ نے پورے صبر و تحمل کے ساتھ مخالفوں کی گالیاں سنیں، پتھر برداشت کئے، ظلم و ستم کا نشانہ اور تختۂ مشق بنے لیکن کبھی اُف تک نہ کی۔

مولانا ضیاء القاسمی کی تقریر کے بعد شیخ مدنیؒ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مولانا عبدالشکور دین پوری اور مولانا محمد لقمان علی پوری نے بھی روشنی ڈالی۔

مولانا اسعد مدنی کے اعزاز میں مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں عصرانے کا اہتمام تھا۔ اس لئے جلسہ گاہ سے فراغت کے بعد تمام جلیل القدر علماء کرام اور دیگر ممتاز دینی رہنما عصرانے میں شرکت کے لئے قاسم العلوم پہنچ گئے۔

یہ تقریب ملتان کے ممتاز شہریوں، علماء کرام اور دینی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل نہایت باوقار اور باعظمت تھی۔ بے شمار شہریوں کے علاوہ بعض مقامی صنعت کار، تاجر بھی اس میں شامل تھے۔

مولانا سید اسعد مدنی کی خدمت میں جمعیۃ علماءِ اسلام کے ناظمِ اعلیٰ مولانا مفتی محمود نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے حضرت شیخ مدنی اور علماءِ کرام کی دینی و ملی خدمات کا اعتراف کیا اور انہیں خراج تحسین و عقیدت پیش کیا۔

اس تقریب میں قاسم العلوم کے مدرس اور عربی کے معروف شاعر مولانا محمد موسیٰ (ماہر علوم فلکیات) نے مولانا سید اسعد مدنی کی خدمت میں عربی زبان میں قصیدہ پیش کیا۔

ان سپاسناموں کے جواب کے لئے جب مولانا سید اسعد مدنی کی خدمت میں گذارش کی گئی تو آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں ایک غیر ملکی مہمان ہوں اور حج بیت اللہ سے واپسی پر صرف آپ حضرات سے ملاقات کے لئے پاکستان آیا ہوں، میں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ کسی اجتماع عام یا کسی خصوصی اجلاس میں بھی خطاب نہ کروں۔"

آپ کے اعتذار پر قریب ہی بیٹھے ہوئے سردار فضل محمود خان صاحب لغاری ایس، پی ملتان (جو حال ہی میں ریٹائر ہو گئے ہیں) نے بھی اصرار کیا لیکن مولانا سید اسعد مدنی اپنے فیصلے پر قائم رہے۔

دعوتِ عصرانہ سے فراغت پاکر مولانا سید اسعد مدنی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد علی جالندھری کی دعوت پر مجلس کے مرکزی دفتر میں تشریف لے گئے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں مجلس کے تمام مبلغین اور دیگر علماءِ کرام نے آپ کا والہانہ خیر مقدم کیا۔

مولانا محمد علی جالندھری نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مختلف شعبوں کی کارکردگی اور جماعت کی رفتار ترقی سے جب مولانا سید اسعد مدنی کو روشناس کراتے ہوئے مبلغین اسلام کی اقامت گاہ کا معائنہ کرایا تو مولانا مدنی نے دیوار پر آویزاں نقشۂ دنیا اور نقشۂ مغربی پاکستان کو دیکھ کر دریافت کیا۔

"مولانا! آپ کے ہاں کوئی ایسا نقشہ بھی موجود ہے۔ جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ عیسائیوں اور قادیانیوں کے مقابلہ میں آپ حضرات کی رفتار ترقی کیا ہے اور آپ حضرات کے دفاتر اور کارگذاری کے مراکز کہاں کہاں قائم ہیں؟

مولانا سید اسعد مدنی —— کا یہ سوال سنتے ہی میرے دل و دماغ پر آپ کی وسعتِ فکر و نظر اور مختلف مسائل کے بارے میں آپ کے فہم و ادراک کے گہرے نقوش ثبت ہوئے۔

میں نے یہ محسوس کیا کہ علماءِ کرام اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں کو واقعی ہر اعتبار سے مسلح ہونا چاہئے۔ اور انہیں مخالفینِ اسلام کے نظامِ کار اور اندازِ فکر و عمل سے پوری طرح باخبر ہی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر میدان میں اہل اسلام کی عظمت و فوقیت کا پرچم لہرانا چاہیئے۔

مولانا سید اسعد مدنی نے مختصر سے وقت میں مولانا محمد علی جالندھری سے مختلف دینی مسائل پر تبادلۂ خیال کیا۔ مولانا محمد علی جالندھری نے پوری تفصیل کے ساتھ جماعتی کام کی وضاحت کرتے ہوئے جب انگلستان میں مولانا لال حسین اختر کی تبلیغی خدمات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی اطلاع تو مجھے حج کے دوران مکہ معظمہ میں ہو گئی تھی۔ واقعی اس کی شدید ضرورت تھی جس کی آپ نے تکمیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تبلیغِ اسلام کی ان خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔

مولانا مدنی کو دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت

پاکستان میں اسلامی نظام رائج نہ ہونے کے اسباب

اسلامی شریعت نافذ کرنے کیلئے عمل کی ضرورت

خطبۂ جمعہ : حضرت مولانا عبیداللہ انور، امیر انجمن خدام الدین، لاہور

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (پ۲۸ س والصف آیت ۹)

ترجمہ : وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

بزرگانِ محترم! اللہ تعالٰے نے دینِ اسلام کو تمام ادیان اور مذاہب پر فوقیت اور غلبہ بخشا ہے کوئی دین، کوئی مذہب اور کوئی ازم کسی بھی حیثیت سے اس دینِ متین کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے اصول و فروع، عقائد و احکام سب کے سب بے نظیر و بے مثال ہیں۔ یہ وہ برحق دین ہے کہ جسے قبول کئے بغیر انسان نجات نہیں پا سکتا۔ یہ دین تمام دنیا کے لئے ہے اور تمام ادیانِ باطلہ اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اسی دین پر عمل پیرا ہونے کی بدولت انسان آخرت میں سرخروئی اور کامیابی حاصل کرے گا۔ اور اسی دین کے پاکیزہ قوانین اس دنیا میں امن و سکون کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ اس لئے کہ انسانی مزاج سے انسان کے خالق سے زیادہ کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ وہی جانتا ہے، کہ مخلوق کس طرح چین سے رہ سکتی ہے۔ کون سا قانون انسے سکون و اطمینان سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ کون سا ضابطہ دنیا کو امن و امان کا معمورہ بنا سکتا ہے۔

خدا کے قانون کے علاوہ کسی اور کے قانون سے یہ توقع رکھنا کہ اس سے فتنے ختم ہو جائیں گے۔ اور دنیا میں امن و راحت کا دَور دورہ ہوگا حماقت اور بہت بڑی غلطی ہے۔ پس یاد رکھئے کہ جو اس دھرتی کا خالق ہے اسی ہی کا قانون اس دھرتی کے لئے موزوں اور مناسب ہے۔ اس دھرتی پر سے دھرتی کے خالق کا قانون ہی ہر طرح کی خرابیوں اور پریشانیوں کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اسی کا قانون دھرتی پر عدل و انصاف قائم کر سکتا ہے اور ظلم و تعدی کو مٹا سکتا ہے۔

دینِ اسلام کی یہ تعریف صرف جوشِ عقیدت یا مبالغہ آمیزی پر مبنی نہیں ہے بلکہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ دنیا میں مختلف وقتوں میں کتنے دساتیر بنے، کتنی پارلیمنٹیں وجود میں آئیں اور کیسے کیسے قوانین نافذ کئے گئے مگر عدل و انصاف لانے کی یہ تمام کوششیں بے کار ثابت ہوئیں کیونکہ عدل و انصاف صرف خالقِ کائنات کے قوانین ہی سے آ سکتا ہے۔ موجودہ دَور کی بے امنی، بے چینی، بے حیائی اور دوسری بہت سی خرابیاں اس لئے وجود میں آ گئیں کہ حکمرانوں نے خالقِ کائنات کے قوانین کو پسِ پشت ڈال دیا اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین ملک میں نافذ کئے۔ یہ ابتر حالت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ملک میں خدا تعالٰے کے قوانین کا نفاذ نہ ہوگا۔

موجودہ خرابیوں کا واحد علاج

آپ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل انسانی معاشرہ کتنا گندہ تھا، شرک و کفر زندقہ و الحاد، دجل و تلبیس، بچوں کو زندہ گاڑنا، چھوٹی قوموں پر بڑی قوموں کا حملہ آور ہونا، چوریاں ظلم و ستم۔ غرض کہ کوئی عیب اور کوئی برائی ایسی نہ تھی جو اس معاشرہ میں موجود نہ ہو مگر اسلام نے ان تمام خرابیوں اور گندگیوں سے نہ صرف معاشرے کو پاک و صاف کیا بلکہ اس وقت کے معاشرہ کو ایک مثالی معاشرہ بنا دیا۔ آج بھی اسلامی قوانین ہی کی بدولت ہم موجودہ پریشانیوں اور خرابیوں کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ اسلام ہی ان تمام خرابیوں اور برائیوں کے خاتمہ کا واحد علاج ہے۔

افسوس کہ ہم نے بائیس سال پہلے اس ملک کو اَن گنت قربانیوں کے بعد اسی مقصد کے لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں اسلامی نظامِ حیات رائج ہوگا۔ انسان کے بنائے ہوئے قوانین سے چھٹکارا ملے گا اور شریعتِ محمدیہ پر عمل درآمد ہوگا۔ مگر ؎

کولہو کے بیل سے ذرا کم نہیں ہیں
جہاں سے چلے تھے وہیں کے وہیں ہیں

آج بھی ہم پر وہی قانون سوار ہے جس سے نجات پانے کے لئے ہم نے قربانیاں دی تھیں، آج بھی یہاں کا مسلمان شرعی نظام کے لئے اسی طرح ترستا ہے جیسے آج سے بائیس سال قبل۔

شرعی نظام رائج نہ ہونے کا سبب

اس طویل عرصہ میں شرعی نظام کے رائج نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ایسے لوگوں کو اپنا حاکم بنایا جو اس پاکیزہ نظام کی تعلیم اور اس کی برکات سے بے خبر تھے —— ہمارے مشرقی پاکستان کے جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما حضرت مولانا پیر محسن الدین صاحب نے ایک دفعہ مرکزی اسمبلی میں وزیرِ خزانہ سے یہ سوال کیا کہ حکومت نے تبلیغ کے لئے بھی کوئی فنڈ منظور کیا ہے؟ اور کسی کو اس کام کے لئے باہر بھیجا ہے؟ تو جواب میں اللہ کے بندے نے قادیانیوں کا نام لیا۔ پیر صاحب نے دریافت کیا کہ

تم قادیانیوں کو مسلمان سمجھتے ہو۔ کہنے لگے۔ حکومت ایسا ہی سمجھتی ہے —— اندازہ لگائیے۔ یہ مسلمانوں کے بہت بڑے ملک کے وزیر کا جواب ہے۔ بھلا ایسے لوگ کس طرح اسلامی نظام لا سکتے ہیں؟

مفتی محمود صاحب صحیح فرماتے ہیں کہ جو لوگ اپنے چھ فٹ کے وجود پر اسلامی قانون نافذ نہیں کر سکتے وہ اتنے بڑے ملک میں اسلامی قانون کیونکر رائج کریں گے۔ جو شخص اپنے چھ سات مرلوں کے گھر میں اپنے بچوں اور بیوی پر شرعی قانون کے نفاذ میں کوتاہی برتتا ہے وہ اس عظیم ملک میں یہ کام کیسے انجام دے سکتا ہے؟

آزمودہ را آزمودن جہل است

آج پھر کچھ پرانے حاکم حصولِ اقتدار کے لئے اسلام کے نام کو استعمال کر رہے ہیں ان سے خبردار رہیں۔ انہوں نے اپنے دَور میں اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی اور اب بھی اگر انہیں اقتدار مل گیا تو پہلے کی طرح اسلامی قوانین کو پسِ پشت ڈال دیں گے اور اپنی من مانی کریں گے۔ جب یہ اپنے کردار اور اپنی شکل کو درست نہیں کر سکتے تو دس کروڑ انسانوں کو کیسے درست کر سکیں گے۔ اسلامی قانون وہی لوگ نافذ کر سکیں گے جنہیں اس قانون کا علم ہے، اس کی برکات سے باخبر ہیں اور اس قانون کے تحت اپنی زندگیاں گذار رہے ہیں۔

حق کے لئے تکالیف گوارا کرنا مسلمان کا شیوہ ہے

خدا کا شکر ہے علماءِ دین کو وقت کی نزاکت کا احساس ہوا، اور اس پرفتن دَور میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے سربکف میدان میں نکل آئے ہیں۔ گو یہ کام بہت مشکل ہے۔ اس سلسلہ میں بے شمار مصائب و آلام کا سامنا کرنا ہوگا مگر انشاءاللہ بالآخر فتح حق ہی کی ہوگی اور اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک میں اسلام ہی کی حکومت قائم ہوگی اور ملک کے عوام اسلام کے پاکیزہ نظام کے تحت نہایت سکون اور خوشحالی کی زندگی بسر کریں گے۔

اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جد و جہد کرنا صرف علماء کا فرض نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ شرعی قوانین کے نفاذ کے لئے کوشاں رہے۔ یہ ہر اس شخص کی ذمہ داری ہے جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی کا شرف پایا ہے۔ اس سلسلہ میں آنے والی مشکلات اور خطرات کا جرأت سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ مصائب و تکالیف سے ڈرنا اور ہمت ہار دینا مسلمان کے لئے بڑی معیوب بات ہے۔ حق کے لئے تکلیفیں برداشت کرنا مسلمان کا شیوہ ہے۔

ہادیٔ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات طیبہ آپ کے سامنے ہے کافروں نے کس طرح آپؐ پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا، کیسے کیسے طعنے آپ کو سننے پڑے تھے۔ جنگوں میں کتنی مشقتیں اُٹھانی پڑی تھیں۔ کیا کیا ظلم آپؐ پر کئے گئے۔ لیکن آپؐ کے پائے ثبات میں کبھی لغزش نہ آئی اور تبلیغِ دین کا فریضہ برابر انجام دیتے رہے۔ پھر صحابۂ کرام اور سلف صالحین کی پاکیزہ زندگیاں بھی ایسی ہی تکلیفوں میں گذریں اور ان بندگانِ خدا نے بھی صبر و ہمت سے کام لیا اور کبھی ہمت نہیں ہاری۔

ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپؐ کے متبعین کرام کے حالات اور ان کی زندگیوں سے سبق لینا ہوگا اور راہِ حق میں آنے والے تمام مصائب کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا ہوگا۔ مصائب کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا ہوگا۔

بقیہ :- شذرہ

ہے کہ وہاڑی پولیس نے بدنصیب عورت اور اس کے شیرخوار بچے کو اپنی تحویل میں رکھ کر جبر و تشدّد کیا۔ جب خاتون مر گئی تو اس کی نعش تھانے کے بیت الخلاء میں ڈال دی گئی اور خودکشی کی واردات ظاہر کرنے کے لئے اس کا گلا کاٹا گیا۔ مردہ خاتون کے گلے سے جب خون نہیں نکلا تو اس کے بچے کا گلا کاٹ کر اس کا خون اس کی ماں کے گلے پر ڈال دیا گیا، دوسری جانب پولیس کا مؤقف یہ ہے کہ عورت نے خودکشی کی ہے جس کا ایک عینی شاہد بھی موجود ہے۔

ملتان کے ڈپٹی کمشنر نے اس واردات کی تحقیقات کے لئے درجہ اوّل کا ایک مجسٹریٹ متعین کر دیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اس واردات سے متعلق حقائق بہت جلد منظرِ عام پر آ جائیں گے۔ تحقیقات کا نتیجہ کچھ بھی ہو اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ یہ واردات ایک تھانے کے بیت الخلاء میں ہوئی ہے۔ یہ عورت تھانے میں کیوں اور کیسے پہنچی اور پھر اس نے کس طرح خودکشی کر لی یہ ابھی تک ایک معمّہ ہے۔ اگر وہ پولیس کی حراست میں تھی تب بھی تھانے والوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے تھا کہ وہ خودکشی نہ کرنے پاتی۔ اس کے برعکس اگر وہ غیر قانونی حراست میں رکھی گئی تھی جس کے دوران میں اسے قتل کر دیا گیا یا کسی وجہ سے اس نے خودکشی کر لی تو تھانے والوں کا جُرم اور بھی سنگین ہو جاتا ہے۔"

پاکستان میں کئی اصلاحات نافذ ہو رہی ہیں اور مختلف محکموں میں انقلابی تبدیلیاں بھی کی جا رہی ہیں لیکن پولیس کو اس قسم کی انقلابی تبدیلیوں سے محروم کیوں رکھا جا رہا ہے؟

ہماری مخلصانہ رائے ہے کہ محکمہ پولیس کا نظام درست کرنے اور روزافزوں ناگفتنی بدعنوانیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اب ضروری ہو گیا ہے کہ محکمہ پولیس کو ختم کر دیا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس محکمہ کا سربراہ کوئی فوجی افسر مقرر کیا جائے۔

دُنیا کی پریشانیاں کیسے دُور ہوں

اطمینانِ قلب کا اسلامی طریقہ

تقریر مولانا عبدالعزیز جالندھری خلیفہ حضرت لاہوری رح

اطمینان قلب کا نسخہ

اب دنیا چاہتی ہے اور کہتی ہے "ہائے اطمینانِ قلب نہیں، پریشان ہے۔ ہمارے گھر سے بیماری نہیں نکلتی، بنگلوں، کوٹھیوں والے، کارخانوں والے مارے مارے پھر رہے ہیں کوئی کسی مصیبت میں ہے کوئی کسی مصیبت میں ہے۔ کوئی کسی غم میں ہے، کوئی کسی فکر میں ہے۔ کسی کی اولاد خراب، کسی کے ماں باپ خراب، کسی کو دولت کی وجہ سے پریشانی ہے کوئی کسی وجہ سے، کوئی بیماری کی وجہ سے پریشان حال ——؟" آقائے نامدار سرکار دوعالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا علاج فرما دیا۔ وہ کون سا فرمان ہے؟ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ۔ وہ لوگ جنت میں سب سے پہلے جائیں گے جو خوشی غمی میں خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا اور خوبی بیان کرنے والے ہیں —— اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے بنا۔ جن کا مطلب اپنے حبیبؐ کی زبان میں حَمَّادُوْنَ فرمایا۔ سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی تعریف بیان کرنے والے۔

اللہ تعالیٰ غلط کلمات سے بچائے

ٹھیک ہے کہ خوشی کے اندر تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نکلتا ہے۔ لیکن سب کے ہاں ایسا نہیں۔ بعض لوگ خوشی میں بڑے متمرّد اور سرکش ہوتے ہیں۔ جس طرح نعمت آتی ہے، زیادہ باغی، نافرمان، خدا کی نعمتوں کو ناشکری میں، نافرمانی میں، بغاوت میں، گناہ اور معصیت میں دولت کو خرچ کرتے ہیں، تھوڑے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت، تندرستی کو، جوانی کو عمر کو، دولت کو خدا کے رستے میں خرچ کرتے ہیں۔ زیادہ تر دولت گناہ کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اور مصیبت کے وقت تھوڑے آدمیوں سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نکلتا ہے۔ بعض لوگ تو شکوہ ہی کرتے ہیں بکواس بکتے ہیں۔ ایمان سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو، مجھ کو ایسے مقامات، ایسے حالات سے بچائے۔ بڑا خطرناک مقام ہے یہ ضَرَّاء کا، مصیبت کا، رنج کا، غم کا، پریشانی کا، حیرانی کا، تشویش قلب کا۔ بہت لوگوں کو دیکھا جنہوں نے صاف اللہ تعالیٰ کا انکار کر دیا۔

میرا چشم دید واقعہ

ایک دفعہ شملے جانے کا اتفاق ہُوا۔ آٹھ دن میں وہاں رہا۔ میرے شہر کے ایک صاحب تھے۔ ان کو علم ہُوا انہوں نے میری دعوت کر دی۔ دعوت کرنے کے بعد کھانا میرے سامنے رکھا۔ کھانا رکھنے کے بعد کہنے لگے "میں تین سال سے بیمار ہوں۔ کوئی حکیم، کوئی ڈاکٹر، کوئی پُر فضا جگہ اپنی صحت کے لئے میں نے نہیں چھوڑی۔ جس قدر میں علاج کرتا جا رہا ہوں۔ روز بروز میری بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔ مجھے تو یقین ہو گیا کہ خدا ہے ہی نہیں"۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اللہ تعالیٰ مختارِ کل ہے

اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری خواہشیں پوری ہوں تو خدا ہے۔ خدا تو وہی ہے جو فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ (البروج ۱۶) ہے۔ مختارِ کُل ہے۔ جو چاہے کرے — مالک کو اختیار ہے۔ اپنی مملوک پر، جس طرح چاہے تصرف کرے۔ خالق کو اختیارات ہیں۔ اپنی مخلوق پر، جس طرح چاہے تصرف کرے۔ رازق کو اختیاراتِ کُلی ہیں۔ جس طرح چاہے اپنی مرزوقات پر اختیاراتِ کُلی استعمال کرے۔ بندہ کیا ہے؟ جو بندہ ہے، غلام ہے۔ محتاج ہے، ہر چیز کے اندر محتاج ہے۔ ہر صورت میں، ہر پہلو میں، ہر رنگ میں ہر وقت میں محتاج ہے اس کا کیا اختیار ہے کہ کسی قسم کا اعتراض کرے۔ خدائے قدّوس وحدہٗ لاشریک جل و عُلیٰ کے کام پر یا افعال پر یا حکموں پر، اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ کو ایسے کفریات سے، ایسی بکواسیات سے، ایسی حیرانی اور پریشانی سے بچائے، ایسے وقت میرے آپ کے ایمان کی سلامتی اور حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ کو ہر حالت کے اندر، رنج و راحت، خوشی غمی کے اندر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کی توفیق عطا فرمائے پڑھیے سارے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

محمدؐ اور احمدؐ کی تشریح

پتہ ہے آپ کے ہادیٔ اعظمؐ، مرشد اعظمؐ کا نام نامی کیا ہے؟ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور احمدؐ اُس کے معانی کا بھی پتہ ہے؟ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)، یعنی ستودہ صفات۔ ساری کائنات کے ذرّے ذرّے پر آپؐ کی تعریف موجود ہے۔ اگر ہم تعریف نہ کریں، ہم آپ کا اتباع نہ کریں، غلامی کو اختیار نہ کریں، نقشِ قدم پر نہ چلیں تو اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پرواہ ہے کائنات کا ذرّہ ذرّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے والا ہے اور احمد کے معنے ہیں بہت اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنے والے۔ اسم تفضیل تو اُمت بھی حمّادون، پیغمبر بھی محمدؐ اور احمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)، اور محمود، سُبحان اللہ — اُمّت کو بھی مبارک لقب دیا۔ آقائے نامدار نے اور پیغمبر بھی ایسے، ہادی بھی ایسے کہ تمام نبیوں کے سردار، اوّلین اور آخرین کے سردار اللہ تعالیٰ نے نام کیا رکھا۔ محمدؐ اور احمدؐ سبحان اللہ وہ زیادہ تعریف کرنے والے اور کائنات کے ذرّے ذرّے پر وہ تعریف کیے گئے۔

حضورؐ کی دُعا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰھُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اتنی تعریف اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کی بیان کرنے والے ہیں۔ بیان کرنے کے بعد پھر فرماتے ہیں کہ اے اللہ جو تیری تعریف کرنے کا حق ہے میں آپ کی تعریف بیان نہیں کر سکا جیسا کہ آپ نے اپنی ذات کی خود تعریف بیان فرمائی ہے۔

شکر نعمت کی تاکید

میرے دوستو، میرے بزرگو، میرے بھائیو! ہر نعمت پر اگر شکریہ کریں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہر نعمت کے اندر ترقی ہوگی، روحانی ہو، جسمانی ہو، ظاہری ہو، باطنی ہو۔ میں تو عرض کروں گا اپنے دوستوں سے، اپنے بھائیوں سے، جنہوں نے ہمیں دعوت دی اور بلایا ہے اتنا مبارک مجھے لگا ہوا ہے۔ آپ اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ آپ کو بھی شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہاں پہنچا دیا ہے۔ آئندہ اللہ تعالیٰ اس نعمت یعنی قرآن مجید کے پھیلانے کی آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ خدا کا وعدہ ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ۔ (ابراہیم ۷) البتہ ضرور بالضرور ہم اس نعمت کو بڑھا دیں گے۔ جس نعمت پر شکریہ ہوگا تو سب سے بڑی نعمتیں مسلمان کے لئے کون سی ہیں؟ میں نے عرض کیا ہے کہ اَلْقُرْاٰنُ وَالْکَعْبَةُ اللّٰہِ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ان تین نعمتوں کی حمد گزاری ان تین نعمتوں کی قدر دانی کریں، شکر گزاری کریں اور اس کو آگے پھیلائیں اور پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے ان چیزوں کے اوپر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

نزلہ کئی قسم کا ہے

خوشی میں غمی میں، جب انسان بیمار ہوتا ہے، میں اور آپ سب بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے شفایابی عطا فرمائیں۔ مریض جب نزلے کا شکار ہوتا ہے۔ نزلہ اُمّ الامراض ہے۔ ساری بیماریوں کی جڑ ہے۔ نہ اس کو کھانا محبوب اور پیارا ہے نہ سونا، نہ شربت نہ چائے۔ جو چیز کھاتا ہے کڑوی، ہائے کڑوی، ہائے کڑوی بعض اوقات ایسے مقام پر یہ نزلہ پہنچ جاتا ہے کہ بھوک بھی ختم۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے نزلے سے۔ شرک کفر، معصیت اور جہالت کے نزلے سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ علمی اور بدعلمی کے نزلے سے بھی بچائے۔ عمل کر کے ذرا دیکھیں چند دن، آج جو میں نے کلمات سنائے ہیں اور یہ حدیث جو میں نے پڑھی ہے آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی آپ کو مجھ کو توفیق عطا فرمائیں۔

صحابہ کرام کا درجہ

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں نے ان کے ملفوظات، سوانح حیات پڑھے ہیں۔ اور دو دفعہ ملاقات اور زیارت کا موقعہ ملا ہے، افسوس کہ میں خدمت میں نہیں رہ سکا۔ آپ تو وظائف فرماتے تھے تسبیح پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سو مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھو۔ روایات میں دس مرتبہ، ۳۳ مرتبہ آیا ہے۔ اُس زمانے کا تو دس مرتبہ بھی ہزار سے اونچا تھا (اللہ اکبر)۔ آقائے نامدار کا فرما دینا اور صحابہ کا قبول کر لینا۔ دس مرتبہ پڑھنا ہمارے دس ہزار سے اونچا تھا۔ سو مرتبہ پڑھ کر دیکھ لیں آپ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ آنکھیں بند کر کے، اپنی ہستی کی طرف توجہ کر کے کہ میں بے کار ہوں، بے حقیقت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر اتنی بے انتہا نعمتیں اور رحمتیں فرمائی ہیں تو شکر کرتا چلا جائے اور پڑھتا جائے۔ یقیناً دنیا میں، آخرت میں ترقی، ترقی، ترقی، ترقی، ترقی ہی ترقی ہوگی۔

شیخ سعدیؒ کا واقعہ

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گلستان کے اندر اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں یہ سیاح تھے اور بڑے بزرگ تھے یہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے کامل اخلاف خلفاء میں سے ہیں۔ بڑے اونچے مقام پر تھے۔ "بوستان" تو معرفت کی کتاب ہے۔ "گلستان" دنیاوی زندگی بسر کرنے کے لئے بادشاہوں، درویشوں، فقیروں اور دنیاداروں کے لئے ہے۔ ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ تو "گلستان" کے اندر اپنا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ ان کا اتنا اونچا مقام تھا میرے ایک بزرگ تھے۔ وہ کہنے لگے کہ شیخ سعدیؒ کو کسی شخص نے خواب کے اندر دیکھا اور ان کے مقام کو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک تخت پر تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام کی جماعت بھی آپؐ کی خدمت میں بیٹھی ہوئی ہے اور وہ جو تخت ہے وہ ہوا کے اندر اڑا چلا جا رہا ہے اور شیخ سعدیؒ تخت کے پائے کو تھامے ہوئے ہیں اور ساتھ تخت کے نیچے نیچے یہ بھی اڑتے چلے جا رہے ہیں اور کیا کہتے جا رہے ہیں۔ ع

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

یہ پڑھتے جا رہے ہیں، اڑتے جا رہے ہیں اور پائے کو تھاما ہوا ہے یہ مقام تھا حضرت شیخ سعدیؒ کا۔ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں کہ ارادہ تھا کہ سیر کرتا کرتا دمشق شہر پہنچوں۔ میرے پاؤں میں جوتا نہ تھا۔ پاؤں میں آبلے پڑ گئے، کانٹے چبھ گئے تو دل میں بڑا ہی شکوہ اور شکایت ہوئی کہ اے اللہ! میرے پاس تو جوتا ہی نہیں۔ اپنی کمزوری، مسکینی، عسرت کا اپنے دل ہی میں شکوہ تھا۔ جب میں جامع مسجد دمشق کے دروازے پر پہنچا وہاں جا کر ایک لنجے کو دیکھا کہ اس کے پاؤں ہی نہیں ہیں، تو کہا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اے اللہ تیرا بے شکر ہے تو نے مجھے پاؤں دیئے۔ میں تو جوتے کو رو رہا تھا، آبلوں کو رو رہا تھا۔ یہ پاؤں ہی نہیں رکھتا۔

پریشانی چند منٹوں میں کافور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں رہنا ہے، تو اس طرح زندگی بسر کرو۔ دین میں

دیکھو، انبیاء کرام کو، صحابہ کرام کو بزرگان دین کو، اللہ تعالیٰ کے مقبولین کو، محبوبین کو، تاکہ ترقی حاصل ہو اور دنیا داری کے اعتبار سے دیکھنا ہے تو ان لوگوں کو دیکھو، جن کے گھر میں کھانا بھی نہیں پکتا، روٹی بھی نہیں پکتی۔ پاؤں بھی نہیں رکھتے، آپ بھی نہیں رکھتے۔ تندا بیمار ہیں، چارپائی سے اٹھ نہیں سکتے، اس رب العزت کا بے انتہا شکر ہے کہ ہم چلتے بھی ہیں، پھرتے بھی ہیں۔ کھاتے بھی ہیں، بیمار بھی ہیں جو کچھ بھی ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ بس یہ ہے شکر گزاری —— اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ، ہر حالت کے اندر اللہ تعالیٰ کا شکر ہونا چاہیئے۔ رنج کے اندر بھی، راحت کے اندر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —— اَوَّلُ مَنْ یُدْعٰی اِلَی الْجَنَّۃِ سب سے پہلے وہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ اَلَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّاءِ جو کہ خوشی میں اور غمی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہیں۔ میرے دوستو! اگر پریشانی آئے تو کہئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ —— پڑھئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قرآن مجید سامنے ہے۔ میں باوضو ہوں، خدا کی قسم ہے، غمی اور دل کی پریشانی چند منٹوں میں کافور ہو جائے گی۔

ایک اور اللہ والے کا واقعہ

سید حسن رسول نماؒ دلی میں ایک بزرگ ہوئے ہیں۔ انہیں چھینک آئی۔ چھینک کا مسئلہ ہے کہ پہلی چھینک آئے تو اس وقت کہا جاتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِنَ الرَّحْمٰنِ، اور دوسری چھینک آئے تو مِنَ الشَّیْطٰنِ اور تیسری چھینک آئے تو مِنَ الزُّکَامِ وہ زکام ہے۔ وہ ایک چھینک آئی تو اس پر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ تو ٹھیک ہوگیا دوسری چھینک آئی تو شیطان سے، پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تیسری آئی، بیماری کی طرف سے، تو پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مرید لوگ بے تکلف ہوتے ہیں۔ کہنے لگے حضرت! یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا! وہ تو خدا کی طرف سے عطیہ تھا، انعام کی صورت میں، آگے شیطان کم بخت نے مقابلہ کیا جب میں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا شیطان بھاگ گیا جب بیماری کی صورت آئی تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، بیماری ختم ہو گئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عزاسمہ آپ کو اور مجھے ان چیزوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

جنت کے حقدار

اب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ سنا کر میں نے آپ کو جنت میں داخل کر دینا ہے۔ یقیناً جنت متقین کے لئے ہے۔ کافروں اور مشرکوں کے لئے نہیں۔ ہم گنہگار ضرور ہیں اس میں کوئی شک نہیں، ہماری گنہگاری، سیاہ کاری کے اندر کوئی شک نہیں لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ہم کلمہ توحید پڑھنے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔ اس کے پیارے ولیوں کے قدموں کو، ان کے دامن کو، ہم نے تھاما ہوا ہے۔ انشاء اللہ یقیناً یقیناً اللہ رب العزت اپنے فضل سے جنت میں داخل فرما دیں گے۔ ان بزرگوں کے طفیل سے جنت میں داخل فرما دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضورؐ خاتم النبیین ہیں

جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ سب تفسیروں کے اندر واقعہ لکھا ہوا ہے اور حضرت آدمؑ کا مٹی کا ڈھانچہ بنا دیا گیا اور جو بیچ کا تالو ہے۔ یہ ہتھوڑا ہتھوڑ ہلتا ہے۔ اس میں یہ جگہ خالی تھی۔ یہاں سے پھر روح کو داخل کیا گیا وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ (ص ۲۲)، روح، مخلوق کو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں معظم اور مکرم تھی اسے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ نبینا کے اندر داخل کیا گیا۔ سب سے پہلے روح آنکھوں کے اندر آئی۔ آنکھیں دانا اور بینا ہو گئیں۔ روح ذرا آگے خیشوم تک پہنچی تو چھینک آگئی جب چھینک آئی تو زبان پر فوراً پہنچ گئی اور زبان سے نکلا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ —— پڑھئے آپ بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مفسرین نے لکھا ہے کہ پروردگار عالم جل وعلیٰ نے اس کے جواب میں کیا فرمایا؟ وَلِہٰذَا خَلَقْتُکَ میں نے تجھے اسی واسطے پیدا کیا کہ تو میری حمد وثنا بیان کرے۔ اب یہ حمادون ہوئے یا نہ ہوئے۔ ہمارے ابا جان حامدون ہیں کہ نہیں؟ چھینک آئے تو ہم کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جواب دینے والا کہتا ہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ —— جب آدم علیہ السلام نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا۔ پتہ ہے آپ کو؟ — یَرْحَمُکَ رَبُّکَ تیرا رب تجھ پر مہربانیوں کا دریا بہا دے۔ یہ وہی چیز ہے جو ہم اپنے بھائی کو جواب میں کہتے ہیں۔ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ —— جب مسلمان بھائی کو چھینک آئے تو ہم کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ —— اپنے دوسرے بھائی کو حکم ہوتا ہے کہ کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ تجھ پر خدا تعالیٰ مہربانی فرمائے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے جواب میں رب العزت خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک جل وعلیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ جواب دیا یَرْحَمُکَ رَبُّکَ، تجھ پر تیرا رب مہربانیاں فرمائے، رحمتیں فرمائے، کتنی مہربانیاں فرمائیں ساری دنیا پر۔ ابا جی تمام دنیا کے ابوالبشر ہیں۔ آگے لفظ یہ فرمایا یَآ اَبَا مُحَمَّدٍ یَرْحَمُکَ رَبُّکَ یَآ اَبَا مُحَمَّدٍ —— کیوں؟ ابوالانس کیوں نہیں کہا؟ ابوالبشر کیوں نہیں کہا یہ نکتہ بھی میں اس کے ساتھ عرض کر دوں۔ تفسیر خازن نے اسی طرح پر لکھا ہے۔ انہوں نے نکات تو بیان نہیں کئے سمجھنے والوں کو یہ چیز سمجھ میں آجاتی ہے یَآ اَبَا مُحَمَّدٍ —— ابا جی بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے والے اور سب سے آخر آنے والے پیغمبر بھی محمدؐ اور احمدؐ اور ان کی امت بھی حامدون اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے توفیق عطا فرمائیں، ان نعمتوں کی قدر دانی نصیب فرمائیں یَرْحَمُکَ رَبُّکَ یَآ اَبَا مُحَمَّدٍ —— اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا جی والد بزرگوار محترم! تجھ پر تیرے رب کی مہربانیاں ہوں۔ اچھا جی یہ تو ہوگیا اب سمجھو کہ جس جس مقام پر قرآن مجید نے حمد کے لفظ کو استعمال کیا، جن معنوں میں، جن مقامات کے اندر میرا اپنا خیال ہے کہ ایک مہینہ انسان بولتا رہے انشاء اللہ مضمون ختم نہیں ہو سکتا۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

محمد نصیر ہمایوں

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ

حضرت عبداللہ بن قیس کنیت ابو موسیٰ اشعری ملک یمن کے قبیلہ اشعر سے تھے اسی نسبت سے وہ اشعری کہلاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہؤا تو آپ یمن سے چل کر مکہ شریف پہنچے اور آتے ہی اسلام قبول کر لیا۔

آپ یمن کے ایک بارسوخ رئیس تھے۔ مسلمان ہو کر واپس تشریف لے گئے۔ وہاں تبلیغ کی اور پچاس حلقہ بگوشانِ اسلام کو اپنے ساتھ لے کر بحری راستہ سے بارگاہِ نبوت میں پہنچنا چاہتے تھے لیکن خدا کا کرنا ایسا ہؤا کہ طوفان اور بادِ مخالف سے کشتی نے انہیں حبش کے ملک میں پہنچا دیا۔ اس وقت حضرت جعفرؓ کئی اور مہاجرین کے ساتھ مدینہ جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔ ابو موسیٰؓ کا قافلہ بھی انہی کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اور یہ سب لوگ مدینہ اس وقت پہنچے جب کہ مجاہدین اسلام خیبر فتح کر کے آ رہے تھے۔ نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابو موسیٰؓ اور ان کی جماعت کا خیرمقدم کیا اور خیبر کے مالِ غنیمت سے حصہ مرحمت فرمایا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ایک خاص صحابی تھے۔ جن کو ذاتی طور پر نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مخصوص قرب حاصل تھا اور وہ ان چھ صحابہ کرامؓ میں سے ایک تھے۔ جن کو خود عہدِ رسالت میں مسائل کے جواب اور فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔

قرآن اور حدیث میں وہ اپنے تمام ہمعصروں کے مقابلہ میں بہت بلند پایہ رکھتے تھے۔ ان کی قرأت کی تمام ملک میں دھاک پڑی ہوئی تھی۔ وہ پڑھ رہے ہوتے تو خود نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی خوش الحانی کو سننے کے لئے رُک جاتے۔ کوفہ میں مستقل حلقہ درس تھا جہاں دُور دُور سے آ کر لوگ شریک ہوتے تھے۔

خشیتِ الٰہی اور رِقتِ قلب ان کے خاص اوصاف تھے خود بھی رویا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی رُلایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پوری زندگی ان کی زندگی میں نمایاں تھی۔ ہر ہر قدم پر اور ہر ہر قول و فعل میں وہ ذاتِ نبویؐ کی پیروی میں مشغول نظر آتے تھے۔ ایک دفعہ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے راستہ میں نمازِ عشاء کا وقت آ گیا۔ دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد پھر کھڑے ہو گئے اور ایک ہی رکعت میں سوؔ آیتیں سورۃ النساء کی پڑھ گئے۔ نماز ختم ہونے پر لوگوں نے اعتراض کیا — فرمانے لگے: "میری ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ جہاں جہاں نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قدم رکھا ہے وہیں مَیں بھی قدم رکھوں اور جو کام آپؐ نے کیا ہے وہی مَیں بھی کروں"۔ (بحوالہ مسند احمد ابن حنبلؒ) حضرت عبداللہ ابن عمر کا بھی یہی دستور تھا اور اس لئے آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔

علم اور حکمت کے علاوہ چونکہ آپ نے غزوات میں بھی تن من دھن سے حصہ لیا تھا۔ اس لئے تاریخ اسلام میں ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک نمایاں حیثیت ہے۔ ۷ھ میں جب ابو موسیٰ مشرف بہ اسلام ہوئے تو فوراً ہی واپس وطن تشریف لے گئے اور تقریباً پچاس حلقہ بگوشانِ اسلام کی ایک جماعت اپنے ساتھ لے کر غلطی سے ملک حبش ہوتے ہوئے مدینہ پہنچے اس وقت لشکر اسلام خیبر کے معرکہ سے فتح یاب ہو کر واپس آ رہا تھا نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کا خیرمقدم کیا اور اتنے خوش ہوئے کہ انہیں خیبر کے مالِ غنیمت سے حصہ دیا۔

اس کے بعد آپؓ فتح مکہ اور غزوۂ حنین (۸ھ) میں بھی شریک ہوئے اور سالارِ غزوہ حضرت ابو عامر شہیدؓ کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔

نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے حالات سُنے تو فوراً وضو سے حضرت ابو عامر مرحوم اور ابو موسیٰ اشعری دونوں کے لئے خاص دعائیں مانگیں۔

۹ھ میں غزوۂ تبوک یعنی معرکۂ عسرت کی تیاریاں شروع ہو گئیں ایک طرف مدینہ میں سخت قحط سالی تھی، کھجوریں پکنے والی تھیں اور قحط کے پیشِ نظر لوگ فصل کی طرف زیادہ متوجہ نظر آتے تھے۔ اور جہاد سے گریز کر رہے تھے۔

ادھر رومیوں کی بے پناہ قوت اور غیر معمولی جنگی تیاریاں تھیں۔ ایسے حالات میں نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت متفکر نظر آتے تھے اتنے میں ابو موسیٰؓ نے اپنے ساتھیوں کے کہنے پر دربارِ رسالت سے سواری کے لئے دو اونٹوں کی درخواست کی۔ لیکن نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دینے سے انکار کر دیا۔ اور سواری اور چندہ کے لئے اپیل کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سب اثاثہ لا کر سامنے رکھ دیا اور دریافت کرنے پر فرمایا: "گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی یاد چھوڑ آئے ہیں"۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ، پچاس گھوڑے مع ساز و سامان اور سائیس پیش کر دئیے نیز دس ہزار دینار سُرخ (اشرفیاں) اُن کی جھولی میں ڈال دیں اور جنت کی بشارت حاصل کی۔

نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بے حد خوش ہوئے اور سواری کے لئے دو اونٹ ابو موسیٰ اشعریؓ کو بھجوا دئیے۔ اور ان کی مستعدی اور اُن کے جوشِ جہاد کی اس طرح داد دی کہ تبوک سے واپسی پر انہیں یمن کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔

آج کل کی طرح اُن دنوں بھی یمن دو حصوں میں بٹا ہؤا تھا۔ ایک عدن والی طرف اور دوسرا مغربی جانب

یمن ادنیٰ یا زبیرین۔ عدن کی جانب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معاذ بن جبلؓ کو اور دوسری جانب ابو موسیٰ اشعریؓ کو عامل (گورنر) بنا کر بھیجا اور ان دونوں کے نام یہ حکم صادر فرمایا:۔

یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَاتَّطَاوَعَا۔

یعنی ملک والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، سختی نہ کرنا، لوگوں کو خوش رکھنا، متنفر نہ کر دینا اور باہم میل جول سے رہنا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اپنے وطن یمن میں بحیثیت گورنر تمام خدمات بڑی خوبی اور کامیابی سے سرانجام دیں۔ ۱۰ھ میں وہ حجۃ الوداع میں بھی شریک تھے۔ حج سے فارغ ہو کر پھر یمن واپس تشریف لے گئے۔

اسی سال ایک شخص اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کیا اور ایسے حالات پیدا کر دئے کہ معاذ بن جبلؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ دونوں کو حضرموت میں پناہ لینی پڑی۔

اسی سال نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) رحلت فرما گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت شروع ہوا۔ کئی جھوٹے نبی پیدا ہو گئے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے کمال دانشمندی لیاقت اور بہادری سے ان تمام کو کچل کے رکھ دیا۔

فتنۂ ارتداد اور سرکشی کی جو آگ چاروں طرف بھڑک اٹھی تھی اسے ملیامیٹ کر کے اسلام کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

چنانچہ حضرت ابو موسیٰؓ حضرموت سے یمن واپس لوٹ آئے اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے شروع تک بڑی جانفشانی سے کام کرتے رہے۔ یمن کے باقی امراء اور حکام بھی اپنے اپنے عہدوں پر واپس آ گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت صرف دو سالوں پر مشتمل ہے لیکن اس قلیل عرصہ میں جس طرح انہوں نے اندرونی خلفشار اور بغاوتوں کو کلیتہً ختم کیا وہ ان ہی کا حصّہ تھا۔ اندرونی امن قائم کرنے کے بعد اسی دورِ خلافت میں شام اور عراق پر فوج کشی کی ابتداء ہوئی۔

فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں اسلامی سلطنت دُور دُور تک وسعت پکڑنے لگی۔ اس موقع پر ابو موسیٰ اشعریؓ یمن کی گورنری چھوڑ کر حضرت عمرؓ کے سلسلۂ جہاد میں شریک ہو گئے۔

فاروق اعظمؓ نے سب سے پہلے عراق اور ایران کی طرف رُخ کیا کیونکہ یہی لوگ تھے جو سرحدوں پر فتنہ و فساد کا باعث بنے رہتے تھے اور ہر قسم کی زبردستی سے موقع بہ موقع تنگ کرتے تھے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ نے ان تمام مہمات میں بڑی بے جگری، شجاعت اور مردانگی سے حصّہ لیا۔ کوئی ایسی فتح نہ تھی۔ جس میں ان کی شرکت اور جوشِ جہاد کی امتیازی صورت نہ پائی جاتی ہو۔

ابو موسیٰ اشعریؓ اپنے حسن لیاقت اور شجاعت کی وجہ سے دربارِ خلافت کی طرف سے ۱۷ھ ہجری میں بصرہ کے گورنر مقرر ہو گئے اور وہ اس عہدہ پر ۲۹ھ تک برابر معمور رہے۔

نصیبین، خوزستان، سوس، شوستر، نہاوند اور جندی سیابور وغیرہ مشہور ایرانی علاقے اور مضبوط قلعے تھے۔ ابو موسیٰؓ نے ایک ایک کو فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔

شوستر کا قلعہ غیر معمولی طور پر مضبوط تھا۔ اس کے نیچے ایک زیر دست تہ خانہ تھا جو ایک سرنگ سے ملایا گیا تھا اللہ تعالےٰ نے ایک سبب بنا دیا۔ ان ہی لوگوں میں سے ایک جاسوس مل گیا جس نے تمام راستے دکھا دئے۔ اور اندر سے قلعہ کا دروازہ اس وقت کھولا گیا جب کہ باہر خود ابو موسیٰؓ لشکر لے کر کھڑے تھے۔ دروازہ کھلا اور اسلامی لشکر نے دھاوا بول دیا اور ایرانیوں کی طاقت کو پاش پاش کر دیا۔

اب ایک طرف تو سلطنت کی وسعت تھی دوسری جانب بصرہ اور کوفہ کے شہر آبادی کے لحاظ سے چھوٹے معلوم ہونے لگے۔

کوفہ کے لوگوں نے اپنے گورنر عمار بن یاسر سے التجا کی کہ وہ خوزستان کا کچھ علاقہ کوفہ میں شامل کرا دیں لیکن عمار بن یاسرؓ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ ایسے جھگڑوں میں پڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اس کے مقابلہ میں ابو موسیٰؓ نے کچھ علاقہ بصرہ میں شامل کرا لیا۔ لوگ عمار بن یاسرؓ سے سخت برہم ہوئے۔ شکایتوں کے طومار باندھ دیے اور برائیاں کر کر کے اس کو دربارِ خلافت سے معزول کرا دیا۔

اُن کی جگہ ابو موسیٰ اشعریؓ مقرر ہوئے اور وہ اس طرح بصرہ سے کوفہ تبدیل ہو گئے۔

۲۳ھ میں ابو موسیٰؓ نے اصفہان پر فوج کشی کی اور اس شہر کو فتح کر کے اسلامی عملداری میں شامل کر لیا۔ اس سال وہ پھر بصرہ کے گورنر مقرر ہو گئے۔ وہاں پانی کی قلت تھی۔ دس میل کے فاصلے سے ایک نہر کے ذریعہ پانی لایا گیا۔ اور اس منصوبہ پر انہوں نے ذاتی توجہ دے کر بڑا اعلیٰ انتظام کیا۔

۲۳ھ میں حضرت عمرؓ شہید کر دیے گئے۔ اور ان کی جگہ سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا دورِ خلافت شروع ہو گیا اور ابو موسیٰ بدستور ۲۹ھ تک گورنری کا کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے

۲۹ھ میں کردوں نے بغاوت کر دی۔ ابو موسیٰؓ نے مسجد میں جا کر ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور خدا کی راہ میں پیادہ پا چلنے کی فضیلت بتائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ گھوڑا رکھتے ہوتے بھی کئی حضرات پیدل جا رہے تھے۔

لیکن چند مخالفین اس تاک میں تھے کہ خود ابو موسیٰؓ کس طرح تشریف لاتے ہیں۔ وہ گھوڑے پر سوار چلے آ رہے تھے۔ مخالفین نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور شدید اعتراض کیا۔ دربارِ خلافت میں بھی سخت شکایت کی۔

اس سے پہلے بھی مخالفین لکھ چکے تھے۔ کہ :۔

"کیا آپ کے پاس کوئی نوخیز نوجوان نہیں کہ آپ اسے بصرہ کا گورنر بنائیں۔ آخر کب تک یہ بوڑھے بزرگ (ابو موسیٰ اشعریؓ) بصرہ کے والی رہیں گے ؟"

اب ان کے اپنے خطبہ کے اثنائے

سے جو لوگوں نے پیدل چلنا شروع کیا اور ابو موسیٰؓ گھوڑے پر سوار نظر آئے تو انہوں نے اس معمولی سی بات پر ہنگامہ برپا کر دیا۔ اور دربارِ خلافت کو انہیں معزول کرنا پڑا۔

لیکن کچھ عرصہ بعد یعنی ۳۴ھ میں حضرت عثمانؓ ہی کے دَورِ خلافت میں اہلِ کوفہ کی درخواست پر پھر وہ کوفہ کے گورنر مقرر ہو گئے۔

اب وہ زمانہ آ گیا جب کہ تمام ملک میں سازش اور فتنہ و فساد کا دَور شروع ہو چکا تھا اور ابو موسیٰؓ اپنے ہر خطبہ میں نبیٔ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک حدیث کا اشارہ کر رہے تھے۔ وہ یہ کہ:-

"فتنہ و فساد کے زمانے میں سونے والا بیٹھنے والے سے اور بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا"

ابو موسیٰؓ بار بار توجہ دلا رہے تھے کہ نبیٔ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس فتنہ کا خوف دلایا تھا وہ اب سر پر ہے اس لئے اپنے ہتھیاروں کو پرے پھینک دو اور گوشہ نشینی اختیار کر لو۔ جنگ جمل کا آغاز ہو گیا۔ امام حسنؓ عماد بن یاسر کو ساتھ لے کر کوفہ پہنچے۔ دیکھا کہ مسجد میں ابو موسیٰ اشعریؓ اپنے خطبہ میں عزلت نشینی کا پرچار کر رہے ہیں وہ بہت برہم ہوئے۔ مسجد کے اندر داخل ہو کر فرمایا کہ "ہماری مسجد سے فوراً نکل جاؤ"۔ ابو موسیٰ اشعری منبر سے نیچے اتر آئے اور نہایت خاموشی کے ساتھ اپنی راہ لی۔ شام کے ایک غیر معروف گاؤں میں عزلت نشین ہو گئے۔ اور پھر اس کے بعد وہ اس وقت نظر آئے جب حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ کے سلسلہ میں ان کو ثالث بننے کے لئے کہا

(بحوالہ سیرت الصحابہؓ مہاجرین حصّہ اول حاجی معین الدین احمد ندوی)

بقیہ: درسِ قرآن

مسلمانوں کو فتح ہوئی، یہ دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں کے ساتھ کہ مکہ مکرمہ فتح ہوا، یہ دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں کے ساتھ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۝ کا منظر تو ان کو پتہ چل جائے گا کہ جو بات پیش کی تھی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بات بالکل صحیح تھی۔ چونکہ سورۃ حجر مکّی سورت ہے اس لئے مکی سورۃ میں گویا بشارت بھی دے دی کہ جلدی ہی سمجھ جائیں گے کہ جو کچھ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ بالکل صحیح تھا کہ میرا دین غالب ہو گا، اللہ میرے دین کو دنیا میں پھیلائے گا، اللہ وہ وقت لائے گا کہ ساری دنیا میرا دین قبول کر لے گی۔ اور آج اس دین کے ساتھ مذاق کرنے والے، اس وقت یہ جان لیں گے چنانچہ بدر میں ان کو معلوم ہوا، ان کو پتہ چل گیا فتح مکّہ کے دن جب حضورؐ نے فرمایا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط (یوسف ۹۲) اور ان کو پتہ چل گیا کہ آج وہ نبی جس کو ہم نے رات کے وقت مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا تھا۔ آج مکہ مکرمہ کا وہ فاتح ہے اور سارا عرب آج اس کے زیر نگیں ہے۔ تو اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے اور پھر اس کا وقت مقرر فرمایا۔ وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ وَّ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ جب ہم کسی بستی کو تباہ کرتے ہیں، جب ہم کسی قوم کو تباہ کرتے ہیں، جب ہم کسی ملک کو تباہ کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارے پاس وقتِ مقرر ہے، وقتِ مقررہ سے پہلے نہ کوئی بات ہو سکتی ہے نہ وقتِ مقرر سے پہلے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے اشارہ فرمایا کہ ان کو یہ کہہ دیجئے کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو اور کہتے ہو کہ تو مجنون ہے (نعوذ باللہ) تو دیوانہ ہے تیرے ساتھ ہے کون؟ کہ تو یہ کہہ رہا ہے کہ دنیا میں میرا دین پھیلے گا اور ساری دنیا میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نغمہ بلند ہو گا۔ تو یہ ویسے کہہ رہا ہے۔ تو فرمایا کہ نہیں۔ ہر کام کے لئے وقتِ مقرر ہے۔ اور وقتِ مقرر اسلام کی کامیابی کا بھی ہے۔ اور وقت مقررہ اس قوم کی تباہی کا بھی ہے۔ (اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے)

بقیہ: اطمینانِ قلب کا اسلامی طریقہ

جنتیوں کی آخری پکار

جس وقت جنتیوں کا جنت میں داخلہ ہو گا تو وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورت یونس آیت ۱۰) ان کا آخری کلمہ بھی یہی ہو گا جنتی کہیں گے کہ آخری پکار ہماری یہی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ جب جنتی جنت داخل ہو جائیں گے تو مبارک باد کے طور پر یا رشک کے طور پر یا محبت کے طور پر یا لذت کے طور پر فرشتے بھی کہیں گے — اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ جنتیوں کو خطاب کر کے فرشتے کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ تم نے تو کہا ہم تمہاری طرف سے تمہارے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کی مبارکباد دیتے ہیں۔

دُعا

بس اب میں ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے جنت میں داخل فرمائیں۔ جب دنیا میں کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ جب جنت میں داخل ہوں گے اس وقت بھی کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ زبان پر یہی کلمہ ہو گا اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو رنج و راحت، خوشی و غمی کے اندر، حیرانی اور پریشانی کے اندر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہنے کی توفیق دیں۔ آپ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کا سو مرتبہ وظیفہ پڑھ کر دیکھیں تو سہی حیرانیاں اور پریشانیاں کس طرح ختم اور کافور ہوتی ہیں کوئی چیز آپ کے قریب نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرا، آپ کا خاتمہ ایمان و اسلام پر فرمائیں۔

درسِ قرآن

اسلام کی عظمت

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ

(۵)

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دہریہ آیا جو رب العالمین کا منکر تھا۔ دیگر علماء کے پاس بھی گیا۔ دلائل مانگنے لگا۔ تو انھوں نے مختلف علوم کے مطابق اپنے دلائل پیش کیے۔ آخر اس کی تسلی نہ ہوئی تو آپؒ کے پاس آیا۔ اور پوچھنے لگا۔ "حضرت! اللہ تعالیٰ کے وجود کی کیا دلیل ہے؟" آپؒ نے فرمایا۔ "تجھے اس کی کیا ضرورت پڑی؟" کہنے لگا "میں تقریباً ایک مدت سے اس تلاش میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی کوئی دلیل مل جائے۔" حالانکہ دلائل تو بہت ہیں۔ ہم خود اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہیں وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۵ (الذاریات ۲۱) لیکن تاہم آپؒ نے اس کو ساکت کرنا چاہا۔ اس سے پوچھا کہ "بتا تجھے یہ خواہش کیسے پیدا ہوئی؟" کہنے لگا۔ میں بڑی مدت سے اسی تلاش میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی کوئی دلیل مل جائے۔ تاکہ میں اللہ پر ایمان لے آؤں"۔ تو آپ نے فرمایا کہ "اللہ کے بندے! تم اتنا نہیں سوچتے اگر اللہ تعالیٰ موجود نہ ہوتے تو تیرے دل میں یہ خواہش کیسے پیدا ہوتی؟" تیرے دل میں خواہش کا پیدا ہو جانا اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کی دلیل ہے — چونکہ طالبِ صادق تھا اسی وقت آپؒ کے ہاتھ پر ایمان کو قبول کر لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔ تاویل کے طور پر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی احکام اسلامی نظریات اور اسلامی تعلیمات اس حد تک عظیم ہیں اور دنیا کے ساتھ چلنے والی ہیں۔ آج جو ہم نے کہہ دیا کہ اسلام اَن فِٹ (UNFIT) ہے۔ ہمارے ساتھ نہیں چلتا — ہاں' نہیں چلتا — شرابی کے ساتھ نہیں چلتا، بدکرداروں کے ساتھ نہیں چلتا۔ ٹھیک ہے اَن فِٹ ہے — اسلام چلتا ہے اُن کے ساتھ جو اللہ کے مطیع ہو جائیں اور اپنی نجات کو تلاش کریں، محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں میں — اسلام چلتا ہے — چلا اسلام — تاریخ گواہ ہے — بتا دیا جائے، کوئی دنیا میں ایسا مذہب ہے؟ ایسا کوئی نظریۂ حیات ہے جس نے دس سال میں اتنی عظیم ترقی کی ہو؟ تھوڑی دیر کے لئے میرے بزرگو! نبوت کے مسئلے کو الگ کر دیجئے، دیکھئے امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے ہیں۔ حضورؐ جس ماحول میں تشریف لاتے ہیں، آپ دیکھ لیں کیا ماحول تھا؟ اس وقت کیا سماں تھا؟ کیا کیفیت تھی؟ کیا تعلیمات تھیں حضورؐ کی؟ جو آتا ہے اسلام قبول کرنے کے لئے وہ کیا کہتا ہے؟ جنہوں نے اسلام قبول کیا وہ سب کے سب پہلے ولی تھے؟ وہ مسلمان تھے؟ وہ با اخلاق تھے؟ وہ باکردار تھے؟ نہیں وہ تو گناہوں میں ڈوبے ہوتے تھے، لیکن جب اسلام قبول کیا تو نتیجہ کیا نکلا؟ قرآن مجید نے ان کی پھر تعریف کی وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۵ (الفرقان ۶۴) وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ کے ساتھ اُن کا ذکر کیا۔ اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ کا سرٹیفکیٹ فرمایا۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو دنیا میں کفر کر رہے ہیں، اللہ کی تعلیمات کے منکر ہیں، جب ان کے سامنے اللہ کی تعلیمات کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے یا وہ اپنی گندی زندگی سے تنگ آ جاتے ہیں — آج دنیا اسلام کی طرف ہاتھ بڑھا رہی ہے کمزوری صرف ہماری ہے۔ ہمارے اعمال اور ہمارا کردار اتنا ناقص ہو چکا ہے کہ آج ہم دینِ مبین کو پیش ہی نہیں کر سکتے — آج دنیا والے جب اسلام کی تعلیمات کو دیکھتے ہیں وہ کچھ اور ہے۔ ہمارے کردار کو دیکھتے ہیں ہمارا کردار کچھ اور ہے — تو ہمارا اپنا عمل اسلام کی ترقی میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ ورنہ منکرِ اسلام، کافر، بے دین جب اسلامی تعلیمات سے پورے طور پر واقف ہو جاتے ہیں تو وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اسلام قبول کریں۔ چنانچہ اس دور میں بھی جو لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں، آپ ان کے مضامین پڑھیں وہ اسلامی تعلیمات سے اس حد تک متاثر ہیں تو کوئی وجہ ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت کے لئے ایک عظیم وجہ رکھ دی ہے اور وہ اللہ کا دین ہے اس لئے وہ قابلِ قبول ہے کیونکہ وہ دینِ فطرت ہے۔

اب اسلام قبول کرتے کیوں نہیں؟ جب قیامت میں یہ خواہش کریں گے یا دنیا میں بھی کبھی خواہش کرتے ہیں۔ جیسا میں نے ابھی عرض کیا تاویل کے طور پر تو وہ پھر اسلام کی طرف آتے کیوں نہیں؟ فرمایا ذَرْهُمْ۔ چھوڑ دیجئے اِن کو یَاْکُلُوْا کھاتے پیتے رہیں۔ یہ پیٹ کے پجاری ہیں، کھاتے پیتے رہیں — وَیَتَمَتَّعُوْا اور دنیا کا دوسرا نفع بھی اٹھاتے ہیں — ایک چیز تفصیل کے ساتھ ذکر فرمائی اور بعد میں تعمیم فرما دی کہ جب انسان کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ بنیادی ہو جائے تو پھر وہ اپنے بدن کے تقاضوں کو جب ناپتا ہے تو اسی معیار پر ناپتا ہے لیکن جب نعوذ باللہ اللہ کے حکموں کو بنیاد قرار نہ دے بلکہ اپنے پیٹ کے مسئلوں کو بنیاد قرار دے تو پھر قرآن کو بھی وہ

اُسی صورت پر ناپنا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے فرمایا ذَرْهُمْ۔ چھوڑ دیجئے آپ ان کو یَاْكُلُوْا یہ کھاتے پیتے رہیں۔ دوسری جگہ فرمایا —— يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ (محمدؐ ۱۲) کچھ دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو کھاتے پیتے ہیں، ان کا مطمحِ نظر، اُن کا مدعا صرف پیٹ کا مسئلہ ہے۔ اور یہ پیٹ اتنا خبیث ہے (بخاری میں آتا ہے)، کہ حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے قبر میں جا کر جو چیز پھولتی ہے اور پھر پھٹتی ہے وہ کیا ہے؟ انسان کا پیٹ۔ اور پیٹ ہی ساری خرابیاں پیش کرتا ہے۔ اس لئے علماءِ روحانیات اپنے مریدوں اور معتقدین کو ایک لطیفۂ نفسی بتاتے ہیں۔ لطیفۂ نفسی کا مقام ہے انسان کی ناف —— تو ناف محور ہے انسان کے پیٹ کا۔ تو اس طرح کی اصلاح بھی کرائی جاتی ہے کہ اگر یہ تیرے قابو میں رہا تو پھر تیری زندگی انشاء اللہ اللہ کے حکموں کے ماتحت چلے گی۔ اگر یہ باغی ہو گیا تو پھر تیرا سارا حال خراب ہے۔

فرمایا۔ ذَرْهُمْ، آپؐ چھوڑ دیجئے ان کو، یَاْكُلُوْا یہ کھاتے ہیں۔ وَيَتَمَتَّعُوْا اور دنیا کا نفع بھی اٹھاتے ہیں۔ وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ۔ اور ان کو غافل کر رکھیں ان کی اپنی غلط آرزوئیں، ان کے دلوں میں جو خواہشات ہیں، یہ خواہشات ان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر رکھیں، چھوڑ دیں —— یہ بھی ایک سزا ہے قرآن مجید میں آتا ہے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بد دعا کی۔ کہ اے میرے اللہ! یہ جو میری قوم ہے، جن کو میں تیری باتیں سناتا ہوں یہ باتیں مانتے نہیں۔ فرمایا اللہ! میں ان کے لئے بد دعا کرتا ہوں فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (یونس ۸۸) اللہ یہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک یہ عذاب الیم نہ دیکھ سکیں —— فرعون کو جب وہ ڈوب رہا تھا اس وقت اس نے کہا۔ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ۔ (یونس ۹۰) تو اللہ تعالےٰ نے فرعون کے ایمان کو مردود قرار دے دیا۔

فرمایا۔ اے میرے حبیبؐ! اِن کو چھوڑ دیجئے جب یہ منکر ہیں، آپؐ کی بات کا انکار کرتے ہیں۔ جہل کے ساتھ، جحود کے ساتھ۔ کفر کے اسباب ہیں۔ ایک ہے جہل بات سمجھتا نہیں۔ جب سمجھ گیا قبول کر لی۔ اور ایک ہے جحود، ضد کرنا، انکار کرنا۔ اب جو منکر ہے، منکروں کا کیا علاج ہے؟ اس لئے كَفَرُوْا کا ترجمہ اکثر علماءِ تفسیر نے اَنْكَرُوْا فرمایا، وہ لوگ جو منکر ہیں، جو مُصِر ہیں اپنے انکار پر۔ اور جو اللہ کی بات کو مانتے ہیں، وہ اللہ تعالےٰ کے دین کے ساتھ ضد میں ہیں۔ تو اُن کے متعلق فرمایا۔ کہ اصل وجہ یہ ہے۔ اسلام میں کوئی خرابی نہیں ہے، جو قابلِ عمل نہ ہو۔ مسئلہ یہاں آ کر ٹوٹتا ہے۔ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا، یہ تو پیٹ کے دھندے میں پھنس گئے۔ یہ تو پیٹ کے پجاری ہیں، جہاں سے پیٹ کا فائدہ ملا، اُدھر چل پڑے۔ جہاں سے ان کی ناجائز خواہشات کی تکمیل ہو، یہ تو (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ)، اللہ کی بات کو اپنی خواہشات کے ماتحت لانا چاہتے ہیں اس لیے قرآن کریم نے فرمایا اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (الجاثیہ ۲۳) کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیں یعنی جس طرح معبود کی بات ماننی چاہئے اپنی خواہشات کی بات مانتے ہیں اور میرے بزرگو! اسلام نام ہے خواہشات کے مقابلے میں اللہ کی بات ماننے کا —— اگر خواہشات کی بات مان لی، غلط خواہشات کی پیروی کر لی، اللہ کی بات کو چھوڑ دیا۔ پھر تو قصہ غلط ہو گیا۔ اس لئے فرمایا ذَرْهُمْ چھوڑ دیجئے، ان کو یَاْكُلُوْا یہ کھاتے پیتے رہیں، کھانا پینا اہم مسئلہ ہے۔ وَيَتَمَتَّعُوْا اور بھی دنیا کے فائدے اٹھاتے رہیں وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ اور ان کی جو غلط خواہشات ہیں ان کو غفلت میں لگائے رکھیں۔ یہ میرے دروازے سے ہٹے ہی رہیں (اللہ تعالےٰ مجھے آپ کو اپنے دروازے سے دور نہ فرمائے) بسا اوقات یہ دیکھا جاتا ہے، بعض لوگ اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے تو اس میں اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ایک آدمی مسجد میں آ جاتا ہے نماز پڑھنے کے لئے تو اس کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرمایا۔ اور جسے اللہ نے مسجد سے دور کر دیا۔ وہ یہ نہ سمجھے کچھ اللہ تعالےٰ کا بگڑ گیا بلکہ اس نے اپنا ہی بگاڑا۔

فرمایا کہ چھوڑ دیجئے، کھاتے رہیں، پیتے رہیں اور دنیاوی خواہشات کے دھندوں میں لگے رہیں، فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔ ان کو آگے چل کر معلوم ہو جائے گا کہ ہماری زندگی صحیح تھی یا غلط تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد جو سورۃ التکاثر میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ ہم کو کوئی شک باقی نہیں رہا کہ قبر میں بھی حساب و کتاب ہوتا ہے —— كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فِيْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ تم جان لو گے اپنی قبروں میں بھی کہ جو کچھ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ صحیح تھا۔ تو یہاں اس کی تشریح میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۙ یہ جلدی ہی جان لیں گے ——

سَوْفَ کا حرف جب آتا ہے فعل مضارع پر تو استقبال بعید کے لئے آتا ہے لیکن کبھی کبھی استقبال قریب کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ یہ جان لیں گے اس دنیا سے جانے کے بعد، کہ جو کچھ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا تھا وہ بالکل صحیح تھا، جو کچھ ہمارا خیال تھا وہ بالکل غلط تھا۔

اس آیت میں میرے بزرگو! انسان کی دوسری زندگی کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ان کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا جب یہ دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں کے ساتھ کہ بدر میں

اسلام عہد حاضر کی تمام ضرورتوں کی تکمیل کرتا ہے

از حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم　　مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آل عمران ۱۱۰)

ترجمہ:۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

خدا کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اس کی اسی ایک نعمت کا شکر ہے تاقیامت ادا نہیں کر سکتے کہ اللہ نے ہمیں دولتِ ایمان سے سرفراز فرمایا۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ دنیا بھر کے بڑے ممالک جن کو بے انتہا وسائل اللہ نے دے رکھے ہیں وہ چاہے چین یا روس امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ، انہوں نے اکیلے اکیلے حکومتیں قائم کی ہوئی ہیں ساری حکومتیں اگر کسی فردِ واحد کو مل جائیں اور اللہ تعالیٰ اسے دولت ایمان سے محروم رکھیں تو یقیناً یہ گھاٹے کا سودا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی ۱۱۴ سورتیں، ہماری آپ کی اور دنیا بھر کے انسانوں کی ہدایت کے لئے بھجوائی ہیں۔ اور قرآن شریف میں ارشاد فرمایا کہ اس قدر نعمتیں اللہ نے تمہارے لئے پیدا فرمائی ہیں کہ تم ان کو شمار بھی نہیں کر سکتے چہ جائیکہ تم ان کا شکر ادا کرو۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (النحل ۱۸) گننا چاہو تو نہیں سکتے۔ پھر ایک نہیں، دو نہیں، ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (البقرہ ۲۹) جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے وہ آپ کے لئے ہے۔ کوئی ہماری غذا، کوئی دوا، کوئی سواری، کوئی بار برداری کوئی ہمارے لئے سردی سے بچاؤ، کوئی گرمی سے بچاؤ، کوئی کچھ کوئی کچھ ــــ بہرحال ہیر پھیر کی یہ ساری کائنات پانی ہو، ہوا ہو، آگ ہو، آپ ہی کے لئے ہے۔ چرند ہو، پرند ہو، نباتات ہو، کوئی جنس ہو، حتیٰ کہ فرشتے آپ کی نوکری چاکری کرنے آتے ہیں۔ لیکن آپ کو اللہ نے کیوں پیدا کیا؟ قرآن حکیم اور تمام انبیاء کرام کی تعلیمات اور کتب سماویہ اس سے پردہ اٹھاتی ہے اور قرآن میں اللہ نے کتنا واضح فرمایا۔ انسان ہی نہیں بلکہ جنات بھی۔ فرشتے مکلف نہیں وہ تو آپ کی خدمت کے لئے ہیں لیکن انسان اور جنات جو مکلف مخلوق ہے ان کے لئے ارشاد فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۝ (الذّٰریٰت ۵۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی الثقلین ہیں۔ یعنی انسانوں کے بھی نبی ہیں۔ اور جنات کے بھی نبی ہیں تو فرمایا کہ ان دونوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخرالزماں اور یہ قرآن حکیم بھجوایا اور اس میں انسانوں اور جنات کی زندگی کا مقصد اور پروگرام متعین کیا اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں سے جتنا چاہیں استفادہ کیجئے مگر اپنے خالق کو نہ بھولئے۔ ہمارے ہر بال کو اگر زبان لگ جائے اور چوبیس گھنٹے خدا کی حمد و ثنا کریں تب بھی اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا لیکن اگر کم از کم چند منٹ لگا کر پنج وقتہ نماز ہی ادا کر لی جائے اور اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا جائے تو اس سے سستا کون سا سودا ہے؟ امریکہ نے اربوں روپیہ خرچ کر دیا چاند پر پہنچنے کے لئے۔ اس سے بڑھ کر کوئی حماقت کی بات ہے؟ کیا زمین کے قضیے پاک ہو گئے تھے؟ قرآن واحد کتاب ہے جو انسان کے لئے عقل کا صحیح پروگرام رکھتی ہے۔

آج کی تلاوت کردہ آیت میں ارشاد ہے، کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ آپ اُمت محمدیہ، اُمت مسلمہ، (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوں یعنی حجاز کی وادیوں سے لے کر جاپان کے جزائر تک اور چائنا سے لے کر الجزائر تک، ادھر امریکہ سے لے کر حبشہ، افریقہ، مراکش ٹیونس، الجزائر تک یہ تمام براعظم اور تمام خشکی اور تری میں بسنے والی مخلوقات ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے اور ایک دن سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کتاب کے لئے حاضر ہونا ہے اور مالک یوم الدین کے ہاں دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہو کر رہنا ہے۔ دنیا کی دھاندلیاں، بے ایمانیاں، ظلم و زیادتیاں حق تلفیاں، دھینگا مشتیاں، قتل و غارت گریاں جو جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ یہاں عدل و انصاف کے نام پر عدالت کا خون ہونا ہے۔ مکاتب میں انسانوں کی ہدایت کے نام پر انسانوں کی بہتری بھلائی اور ان کی تربیت کے نام پر ان کی فطرت کو مسخ کرنا ہے۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اس طرح باقی چیزوں پر آپ غور کیجئے علیٰ ہذالقیاس، سید عطاء اللہ شاہ بخاری فرمایا کرتے تھے ؎

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

جہاں کہیں شریعت باقی رہتی ہے یہ ہر گناہ سے انسان کو نجات دلاتی ہے ہر ماحول اور ہر مصیبت میں اس کا کامل اکمل حل پیش کرتی ہے۔ جب انسان کے پاس روٹی نہیں تھی، کپڑا نہیں تھا، انسان

علم سے بے بہرہ تھا۔ انسان ، انسان کا غلام تھا۔ وہ دن اور آج کا دن ، اسلام اس وقت بھی سب سے زیادہ قابل قدر تھا۔ اس وقت بھی سب سے زیادہ قابل قبول تھا ، اور آج بھی ہے۔ اس وقت بھی اس کے اندر روحانی طاقت تھی۔ انقلابی قوت تھی ، وہ اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین حنیف کو چونکہ قیامت تک پہنچانا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ، صحابہ ، تابعین ، تبع تابعین ، محدثین ، محققین ، ائمہ مجتہدین ، علماء فقہا جیسے اولوالعزم انسان پیدا کئے۔ جنہوں نے اللہ کا دین ساری دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ سینکڑوں میل تک ایک ایک حدیث کی چھان پھٹک کرنے کے لئے پہنچے۔ ہمارے اکابر نے تحقیق کر کے پکا پکایا کھانا ، پکا پکایا پھل آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ ہمارا کام اب صرف عمل کرنا رہ گیا ہے ورنہ کسے پتہ نہیں ہے کہ میرے فرائض پنجگانہ کیا ہیں۔ مسلمانوں کے بچے سب جانتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ کسی دارالعلوم کا فارغ التحصیل ہی ہو تو تبھی عمل کر سکتا ہے۔ اسلام پر عمل تو ہر عورت ، ہر مرد ، ہر بوڑھا ، بچہ جوان ، جاہل اجہل اور کامل اکمل سب کر رہے ہیں۔

بقیہ :- ذکر صحابہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ مستقبل میں ایسے حکمران آئیں۔ جن کے دور حکومت میں حق کا اظہار تو نہ کر سکے ، قیس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں بیعت میں جس چیز کا عہد کروں گا میں اس کو ہرحال پورا کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرا ارادہ اتنا مضبوط اور تیری ہمت اتنی بلند ہے تو تجھے کوئی حکمران کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

قیس کا بھی یہ معمول تھا کہ وہ بڑے بڑے جابر ، قاہر اور سخت گیر حکمرانوں کے سامنے بے خوف و خطر حق کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ اور ان پہ کڑی تنقید کرتے تھے یہاں تک کہ زیاد اور اس کے بیٹے ابن زیاد (والیٔ کوفہ قاتل امام حسینؓ) دونوں کے سامنے ان دونوں پر تنقید فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عبداللہ بن زیاد نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ اور کہا کہ تو ہی وہ انسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر بہتان باندھتا رہتا ہے۔

حضرت قیس نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے کبھی نہ اللہ پر بہتان باندھا اور نہ اس کے رسولؐ پر ہاں اگر تو پسند کرے تو میں بتا سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول پر بہتان باندھنے والا کون ہے؟ ابن زیاد نے کہا اچھا بتا دے کہ وہ کون ہے؟ حضرت قیس نے فرمایا مفتری و بہتان باندھنے والا ، وہ ہے جس نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت کو چھوڑ رکھا ہے۔ ابن زیاد نے کہا اللہ کی کتاب اور سنت رسولؐ کو چھوڑنے والا کون ہے؟ حضرت قیس نے کہا تو ہے اور تیرا باپ اور تیرا وہ جس نے تجھے یہ عہدہ بخشا (یعنی یزید) ابن زیاد غصے سے لال بگولا ہو کر کہنے لگا کیا تیرا یہ دعویٰ ہے کہ تجھے کوئی انسان تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ قیس نے فرمایا ہاں ابن زیاد نے کہا تجھے ابھی معلوم ہو جائے گا کہ تو جھوٹا ہے پھر ابن زیاد نے اس جلاد کو بلایا جس کے ہاتھوں دل گداز سزائیں دے کر مروا ڈالتا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اپنے مقام پر صحیح اور سچا ثابت ہوا کہ اس عذاب دینے والے ملازم کے پہنچنے سے پہلے حضرت قیس کی رُوح بہشت میں پہنچ گئی۔ اور ابن زیاد قیس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا

(الاصابہ ص۲۳۵ ، الاستیاب ص۲۳۳)

بقیہ : مولانا سید اسعد مدنی

میں موجود معروف علماءِ کرام اور مبلغین ختم نبوت کا تعارف بھی کرایا گیا۔

بنمازِ عصر کے بعد آپ کا پروگرام چونکہ مدرسہ خیرالمدارس جانے کا تھا اس آپ دعائے خیر کے بعد دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت سے جلد روانہ ہو گئے۔ (باقی آئندہ)

انتقالِ پُرملال

یہ خبر دینی حلقوں میں نہایت دکھ کے ساتھ سنی جائے گی کہ مجلس احرار اسلام کے مشہور کارکن اور امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب کے پرانے خادم مولانا سعید احمد صاحب کشمیری امرتسری حال مقیم گوجرانوالہ میں اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰاجِعُون۔ مرحوم آئین شریعت کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے ایک شام سنہری مسجد کے آگے اچانک ان کی طبیعت خراب ہو گئی (انھوں نے حضرت مولانا عبدالواحد صاحب کو بلانے کے متعلق کہا جو کسی وجہ سے جلد نہ آ سکے۔ چنانچہ مرحوم کو گوجرانوالہ لے جایا گیا مگر وہاں اُن کی طبیعت مزید بگڑتی چلی گئی۔ عزیز و اقارب کے مشورہ سے ان کو پھر لاہور لا کر میو ہسپتال داخل کیا گیا مگر زندگی ان کا مقدر نہ بن سکی اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کا جنازہ گوجرانوالہ لے جایا گیا۔ اور نماز جنازہ شیرانوالہ باغ میں حضرت مولانا عبدالعزیز نے پڑھائی۔ مرحوم گوجرانوالہ شہر میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے اور ہر دلعزیز تھے۔ گوجرانوالہ میں مرحوم جامع مسجد گلی لانگریاں میں خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ وہ ہر تحریک میں ، مذہبی ہو یا سیاسی خلوص دل سے حصہ لیا کرتے تھے ختم نبوت میں کافی دیر تک قید رہے۔ آپ کے پسماندگان میں سے چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ ان کے ایک صاحبزادے حافظ محمد اسلم آزاد کشمیر میں اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ قارئین خدام سے التماس ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔ ادارہ خدام الدین خصوصاً حضرت مولانا عبیداللہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ (منظور سعید احمد)

ضروری اعلان

آئندہ محترم جناب سید انور حسین نفیس رقم کے ساتھ خط و کتابت اور ملاقات ذیل کے پتہ پر کی جائے۔

جامعہ مدنیہ ، کریم پارک لاہور

ذکرِ صحابہ

خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر مولانا عبدالعزیز قادری دامت برکاتہم خطیب مسجد نور ساہیوال

حضرت امیر معاویہؓ

حضرت امیر معاویہ بن ابو سفیان صخر بن حرب بن اُمیّہ بن عبد شمس بن عبد مناف والدہ کی طرف سے نسب نامہ یہ ہے۔ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ، آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ باپ بیٹا فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کاتب الوحی مقرر فرمایا تھا۔ نیز ارشاد فرمایا تھا مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِی سُفْیَانَ فَھُوَ آمِنٌ۔

حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو شام کا والی مقرر فرمایا ہے۔ سنہ ۱۹ھ میں حضرت امیر عمرؓ نے یزید بن ابی سفیان کو قیساریہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یزید نے قیساریہ پر حملہ کیا۔ حملہ کے دوران یہ محاذ معاویہؓ کے حوالے کر کے یزید دمشق چلا گیا۔ امیر معاویہؓ نے شوال ۱۹ھ میں قیساریہ کو فتح فرمایا۔ ذوالحجہ ۱۹ھ میں یزید نے دمشق میں وفات پائی۔

حضرت امیر عمرؓ نے یزید کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بھائی معاویہؓ کو شام کا گورنر مقرر کیا اور ایک ہزار دینار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اسی سال امیر معاویہؓ نے جلولا فتح کیا حضرت امیر عمرؓ کے دورِ خلافت میں چار سال امیر معاویہؓ شام کے گورنر رہے عہدِ عثمانی کے پورے ۱۲ سال اسی منصب پر فائز رہے۔ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت کے چار سال بھی ملک شام کے گورنر رہے اور چار سالوں میں حضرت علیؓ سے متواتر قصاصِ عثمانؓ کا مطالبہ کرتے ہوئے لڑتے رہے اس طرح بیس برس شام کے گورنر بن کر رہے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ربیع الاوّل یا جمادی الثانی ۴۱ھ میں حضرت امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر کے بیعت کر لی تو امیر معاویہؓ امیرالمومنین بن گئے اور پورے بیس سال امیرالمومنین رہے۔ ۴۱ھ کا نام تاریخ میں عام الجماعۃ رکھا گیا (یعنی صحابہ کرامؓ اور اہل بیت رل گئے۔

۲۲ یا ۲۶ رجب ۶۰ھ میں چھیاسی سال کی عمر پاکر دمشق میں وفات پائی۔ خمیس یعنی جمعرات کے دن دفن کئے گئے۔

نوٹ:- امیر معاویہؓ کا فتح مکہ کے دن مسلمان ہونا

یہ مؤرخین کا بیان ہے لیکن حضرت امیر معاویہؓ کا اپنا بیان یہ ہے کہ میں فتح مکہ سے پیشتر اسلام قبول کر چکا تھا اور اسلام قبول کرنے کی شہرت فتح مکہ کے دن ہوئی (الاستیعاب صـ۳۷۵ باب المیم)

حضرت امیر معاویہؓ کی وصیت

حضرت معاویہؓ نے مرض الموت میں اپنے فرزند سے فرمایا کہ میرے فرزند میں کچھ مدت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا ہوں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور میں پانی کا کوزہ اٹھا کر وہاں پہنچ گیا۔ جناب نے خوشی کے ساتھ میری اس حقیر خدمت کو پسند فرمایا اور انتہائی شفقت سے اپنے بدن مبارک کا استعمال شدہ کپڑا مرحمت فرمایا۔ میں نے اس مبارک کپڑے کو آج کے دن کے لئے محفوظ رکھا ہے یہ میرے پاس موجود ہے اور ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن مبارک اور بال مبارک مجھے دستیاب ہوئے۔ اے فرزند میری موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض مجھے پہنا دینا تاکہ وہ میرے بدن کے ساتھ مل جائے۔ اس کے اوپر کفن کا کپڑا لپٹینا۔ نیز بال مبارک اور ناخن مبارک میرے منہ اور آنکھوں پر رکھ دینا اس کے علاوہ میرے پاس اپنی نجات کے لئے کوئی سامان نہیں۔ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (الاستیعاب صـ۲۸۳ باب)

آنحضرتؐ کی صحابہؓ سے محبت

حضرت نصیر بن حارث علقمہ عبدری مکیؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین کے بعد جب میں جعرانہ تک پہنچا تو میں حال اور خیال میں تھا کہ اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے قریب نظر آئے۔ کمال مسرت سے فرمایا اے نصیر میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ اور بہت جلدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمالِ مسرت اور تبسم کے ساتھ توجہ فرمائی اور فرمایا اَللّٰھُمَّ زِدْہُ ثَبَاتًا اس دعا کے بعد میں دین کی نصرت اور استقامت میں پتھر کی چٹان کی طرح رہا۔ جعرانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور دعا سے مستفیض ہو کر اپنے مکان (مکہ مکرمہ) میں پہنچا ہی تھا کہ میرے پاس ایک مرد پہنچا اور کہنے لگا کہ آپ کو مبارک ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک سو اونٹ مرحمت فرمائے ہیں۔ نصیر نے کہا کہ میں نے صرف رضائے الٰہی کے لئے اسلام قبول کیا ہے۔ نہ دل میں مال و زر کی طلب تھی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا۔ بشارت دینے والے مرد نے کہا کہ میں غریب اور مقروض ہوں۔ آپ فی سبیل اللہ میری امداد کیجئے میں نے اسے دس اونٹ دے دیئے

(الاصابہ صـ۵۲۸)

صحابہ کرامؓ کی استقامت

حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ اپنی قوم کے وفد کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا ہے میں اس کی پابندی کرونگا

قاری فضل کریم صاحب کا سانحہ ارتحال

۲۳ جون ۱۹۷۰ء جناب قاری فضل کریم صاحب بقضائے الٰہی ۱۱ بجے دوپہر وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت الحاج قاری فضل کریم صاحب ملک کے نامور استاذِ تجوید و حفظ تھے خصوصاً حفظ کلام اللہ کی تعلیم کا فیض جو ان سے جاری ہوا ہے وہ دیگر مشائخ کے حصہ میں نظر نہیں آتا مرحوم چالیس سال تک تعلیم میں مصروف رہے۔ ان کے تلامذہ کا حلقہ پاکستان اور بیرون پاکستان تک وسیع رہا ہے۔ موتی بازار لاہور میں ان کی قائم کردہ درس گاہ تجوید القرآن کے نام سے حفظ و قرأت کی بہت بڑی اور پرانی درسگاہ ہے۔ جس میں ملک اور بیرون ملک کے طلبہ مصروف تعلیم ہیں چار سو کے لگ بھگ طلبہ کی تعداد ہے۔ ایک درجن کے قریب اساتذہ تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاری مرحوم کی تابدار زندگی اور تعلیم قرآن میں ان کی انتھک مساعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

دار العلوم لائل پور میں

تقریبِ ختمِ قرآن مجید

دار العلوم لائلپور واقع پیپلز کالونی نمبر ۲ میں صوفی عنایت محمد صاحب صوفی ٹریڈرز گول کچہری بازار لائل پور کے فرزند حافظ محمد محسن نے قرآن مجید حفظ کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب کی زیرِ صدارت دار العلوم میں ایک سادہ تقریب منعقد ہوئی جس میں مولانا مجاہد الحسینی خطیب جامع مسجد کچہری بازار و ناظم ادارہ صوت الاسلام لائل پور نے تقریر کرتے ہوئے قرآن مجید کے فضائل بیان کئے۔ تقریب کے بعد بچوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

بچوں کا صفحہ

ایک سبق آموز کہانی

ابوالرہیاض بہاولپور

لکھا ہے کہ ایک دن جنگل کے بادشاہ نے تین جانور شکار کئے اور بھیڑیئے اور لومڑی کو بلا کر پوچھا کہ اس شکار کو کس طرح کھایا جائے۔ پہلے بھیڑیئے کی باری تھی۔ وہ بولا کہ جناب! ایک جانور آپ کھا لیں، ایک مجھے دے دیں اور تیسرا لومڑی کو دے دیا جائے۔ جنگل کے بادشاہ کو اس تقسیم پر بڑا غصہ آیا کہ شکار مارنے والا میں اور یہ حصہ دار کہاں سے آ گیا۔ چنانچہ ایک ہی پنجہ مار کر بھیڑیئے کا کچومر نکال دیا۔ پھر لومڑی سے پوچھا تو وہ بولی کہ حضور! جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ ایک جانور آپ ابھی کھا لیں، ایک رات کو کھا لینا اور تیسرا بھی کل کو آپ ہی کھا لیں۔ اس جواب پر شیر بڑا خوش ہوا اور پوچھا کہ اے لومڑی! اتنی عقل تجھے کہاں سے آ گئی؟ لومڑی نے جواب دیا کہ وہ سامنے بھیڑیئے کی ہڈیاں بتا رہی ہیں۔

پیارے بچو! روزمرہ کے ایسے واقعات اپنے اندر بڑے سبق رکھتے ہیں۔ ہمیں ایسے واقعات سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ مثلاً کتاب میں لکھا ہے کہ آگ سے بچو۔ یہ کپڑے جلا دیتی ہے اس پر یقین کرنا چاہئے۔ پھر اگر واقعی کوئی کسی کے کپڑے جلتا دیکھ لے تو عبرت پکڑنی چاہئے کہ آگ کے پاس نہیں بیٹھنا۔ لیکن اگر پھر بھی کوئی باز نہیں آئے گا تو آگ ضرور اس کے کپڑے جلا دے گی ؎

اگر آگ کے پاس بیٹھو گے جا کر
تو اٹھو گے اک روز کپڑے جلا کر

یا خدانخواستہ خود ہی آگ کی لپیٹ میں آ گئے تو پھر نصیحت اور توبہ کسی کام نہیں آئے گی کیونکہ جب موت سامنے آ جائے تو لاکھ توبہ کریں ہرگز قبول نہیں۔ البتہ موت سے پہلے ہزار بار بھی غلطی ہو جائے تو ذرا سی پشیمانی سے خدا اپنی رحمت سے بخش دیتے ہیں۔ اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔ مسلمان ہمیشہ پُر امید رہتا ہے۔

قرآن کی زبان میں ایسی مثال کو علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کہا ہے۔ یعنی علم سے یقین کرو، پھر آنکھوں دیکھے حال سے نصیحت پکڑو۔ آخر کار جب حق وارد ہو ہی جائے یعنی موت طاری ہو جائے تو یقین کرنے کا کیا فائدہ۔ موت سے پہلے موت پر یقین کرو۔ اور جب یقین ایسا ہو جائے تو قبر و حشر سے بچنے کے لئے توبہ کرو۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ بیڑا پار ہے۔ قرآن آسمانی کتاب ہے اور خدا کی کلام ہے۔ قرآن میں بھی پہلی امتوں کے حالات درج ہیں کہ جن قوموں نے نبیوں کا کہا نہ مانا۔ مثلاً قوم نوح علیہ السلام، قوم لوطؑ، قوم ہودؑ وغیرہ۔ تو ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ کوئی سیلاب کی نذر نذر ہوتے۔ کوئی بحیرہ قلزم میں ڈوب گئے۔ کئی آندھی اور طوفانوں سے مارے گئے، کوئی زلزلے میں دفن کر دئے گئے۔ کسی پر پتھر برسائے گئے اور کسی کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ پس جنازہ دیکھ کر اپنی موت کا فکر کرنا چاہئے۔ اور اپنے جنازے کے لئے توبہ کر لینی چاہئے۔ اور عقلمند وہ ہے جو واقعات سے عبرت پکڑے اور نصیحت حاصل کرے اور بُرے کاموں سے باز آ جائے وہ بیوقوف ہے جو آج کل پر ٹالتا ہے، اور بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے، موت بچپن اور جوانی نہیں دیکھتی پتہ نہیں کس وقت بلاوا آ جائے اور پتا کاٹا جائے۔

پس پیارے بچو! موت سے پہلے موت کی فکر کرنی چاہئے اور عذاب سے پہلے توبہ کرنی چاہئے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ہم سب کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین!

بزرگوں کے کارنامے

حضرت جنید بغدادیؒ ایک رات اپنے گھر میں عبادت میں مصروف تھے کہ ایک چور وہاں آ گیا اور گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر کوئی چیز ہاتھ نہ آئی مایوس ہو کر لوٹنے لگا تو حضرت نے آواز دے کر بلایا اور اس کا نام اور پورا پتہ پوچھ کر رخصت کر دیا۔ صبح کو ایک امیر نے حضرت کی خدمت میں ایک سو دینار روانہ کئے۔ آپ نے یہ سو دینار چور کو بھیج دئے۔ اور ساتھ ہی معذرت کی کہ آپ رات کو میرے گھر سے مایوس لوٹ گئے تھے۔ لہٰذا یہ حقیر سا ہدیہ وصول فرمائیے۔ چور یہ دیکھ کر فوراً تائب ہو گیا اور آئندہ کے لئے اس فعل سے احتراز کیا۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ حضرت جنید بغدادیؒ کے ہم عصر تھے ایک مرتبہ تمام بغداد میں مشہور ہو گیا کہ آپ بدعتی ہیں۔ خلیفہ وقت نے قاضی کو حکم دیا۔ کہ آپ کے عقائد کا امتحان لے۔ قاضی نے دربار میں بلا کر آپ سے پوچھا۔ اگر کسی شخص کے پاس بیس روپے ہوں۔ تو وہ کتنی زکوٰۃ دے۔ آپ نے جواب دیا۔ ساڑھے بیس روپے۔ قاضی نے پوچھا وہ کیسے؟ آپ نے جواباً کہا —— حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سنت یہی ہے کہ گھر میں اللہ کے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا جائے۔ قاضی نے ساڑھے بیس روپے کی وضاحت چاہی تو آپ نے جواب دیا۔ کہ آٹھ آنے جرمانہ ہے کہ بیس روپے کیوں جمع رکھے گئے

خلیفہ مکتفی باللہ نے حضرت جنیدؒ کو دربار میں بلا کر نہایت عزت و تکریم کی۔ اور پھر پوچھا کہ اپنی کوئی خواہش بیان فرمائیے کہ میں پوری کر سکوں۔ آپ نے کہا صرف یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے بھول جائیں۔ اور پھر کبھی یاد نہ کریں۔

حضرت جنیدؒ سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ دل کب خوش ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا جب اللہ دل میں بس جائے

علی بہادر، ادیب کلاس

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

قرآن عزیز

دیدہ زیب — نیا حاشیہ — رنگین

عکسی طباعت سے مزیّن

مُرتّبہ: حضرتؒ مولانا احمد علیؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تین سال کی محنتِ شاقہ اور زرِ کثیر کی لاگت کے بعد شائع ہو گیا

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲ روپے	۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔ فرمائش کے ساتھ کُل قیمت پیشگی آنا ضروری ہے۔ وی، پی نہ بھیجا جائے گا۔ تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں،

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ		۱۱
" " ششماہی "		۶
" " " "		۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ		۴۲
" " بحری جہاز "		۱۵
" " ہوائی ڈاک ششماہی		۲۱
" بحری		۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۲۰	۷۳
" " بحری	۸۰	۲۲

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری B-C-۲۳۴-۸۱-۲۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹/۶۷-۲۰-۹ DD مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۷ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM/۲۰-۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء